ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

اخبار الحکم

قیمت پیشگی سالانہ ہے | قیمت پیشگی سالانہ ہے

نمبر دویم | دار الامن والامان قادیان مؤرخہ ٦ مارچ ۱۸۹۸ء | جلد دویم

تخمیس در مدح مسیح الزمان مجدد دوران مہدی آخر الزمان جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ادام اللہ فیوضہم از ابو احمد امیر الدین امیر

بحمد اللہ در دم رابوقت خویش درماں شد ہماں رکو جستجو کردیم از مدت نمایاں شد
چرا در پردہ گویم آں کہ چوں خورشید تاباں شد بشارت اہلِ مسلماناں اکہ قصرِ کفر ویراں شد
چو فیضانِ خداوندی طرب انگیز انساں شد

نصیبِ مومنین عالمین شد دولت سرمد زپنجاب آبروئے تازہ بر مسلمیں آمد
باین آں داں بما شد خالقِ ما مہرباں از حد امام قادیانی مہبر ایعنی غلام احمد
زحق الہام و ملہم از پئے تائید قرآن شد

بود فیضانِ او در ربع مسکون ہیچ خور پیدا شدہ محروم از رویت بو حرباد یدۂ اعمے
گواہِ صدق او ادراک انسانی نہ شد تنہا نشانِ آسمانی شاہد او اندریں دعوے
بہ الہام و کراماتش مدد از فیض رحمان شد

بنور بحر علمِ حق نہاں بود ایں دُرِ مکنوں برآمد از حجاب (الحمد للہ) ایں زماں بیروں
بہ علم گفتہ پاک نبی السبل ختم الرسل اکنوں کمر بستہ از پئے تحقیق پاکاں آں تجدید افزوں
زمانہ از نزول رحمتِ حق بحر فیضاں شد

بباغ جنتِ اوصاف اُو یک خس نمی باشد نمیداند کسی کو راز باطن ہم چہ سے باشد
ز ذکر ش خود سیاں الکریلے بس نمی باشد دریں دعوی مرا شہ کی ز کس نمیداشد
دلیل من براہینش کہ از نکاتش نمایاں شد

مسیحا را حیاتِ عنصری نہ بود گشتہ نبوت بنا بید است با شانِ عبودیت
نے بینی مخالف را چو یسلان گشتہ شد نبیت نہ دارا جیلہ بیسہاں ماندنائے از ربوبیت
الوہیت برون از رقم آتا بہ کوشاں شد

نہ دہری را توانائی کہ سازد پیش او منزل برہمو نماند آریا ساں تاب اندر دل
چراغ بزم زرتشتی ست گل چوں جاں در دل نہ طاقت پادری را کو در آرد پا دریں محفل
یہودی را نہ از بیہودگی بیہودگی جاں شد

اگر بینی از چشم بصیرت کیش آئینش نہاری بر زباں از سینہ رکاہی گاہ نفرینش

مخالف انجم کو ندارد باور م زینش الا اے دشمنِ دیں گر کنی رد براہینش
کہ از لک روپیہ عشرت دہد کایں دعویٰ آں شد

برو جہل مرکب را ازاں رائے جاہم از سرکن نگہ از دیدۂ انصاف بر ہر صحفۂ دفتر کن
پس انگہ در خیال ردِّ او آمادہ لشکر کن گرت طاقت نباشد خلعتِ اسلام در بر کن
مسلماں شو مسلماں شو اچو قائم ترا براں شد

گر فتم گل گرفتی غیر شامہ چوں در ابوئے بہ منزل کے رسی بیرہ اگر صد سال میپوئی
مگر ایں زنگِ نیتاں را بیہودہ میشوئی الا اے بیدئے دانا اثمر از بید میجوئی
کہ امید میوہ از دستے نماید ہر کہ ناداں شد

اگر بر وجہ احسن ہمے نہ بینی نور دین او کہ یعنی از وساوس ہست شکے ست پیوند تو
متر س از لوم لائم حل شود تا مشکلات تو برد از صدق دل باز روئے تسلی کن تشفی جو
بیا بد خوانِ فیضانِ خدا آنجا کہ مہماں شد

اگر خواہی کہ در حشر شوی با عزت و حرمت دگر خواہی کہ در عقبیٰ دہندت روضۂ جنت
ز ابنا بادر و گوہر شمر ایں مغتنم ساعت!!! بیا اے طالبِ ایماں امداد دستی ایں دولت
کہ از فیوضاتِ الٰہی تجدید جاں شد

مجدد اللہ بہ عیسیٰ نسخ مہدی دوراں کہ روشن یا براہینش برنگِ مہرِ تاباں
دیگر کامل و بارائے روشن تو تراہیں ہاں اگر از فارسی نام و نشاں جوئی کدام ستاں
کہ از خیر البشر تذکیر او در صحیحاں شد

ہمین ست آنکہ گشتہ با نشاں او در جہاں پیدا!! ہمین ست آنکہ از روئے سے عالم شد یکتا!!
ہمین ست آں مجدد کو مشد از خیر امم یکتا!!! ہمیں ست آں غلام احمد کہ دیگرے در دنیا
اگر باشد ثریا اتصال او بعد از شد

ترا دیدار نشاناں گر خدا چوں طرفہ تر آیت بدل بود ش کمے بوسید از فرط ادب آیت
امیر آسا ہمی جستی بہ ہر دم منزل جاہت رفیقی را تمنائے زیارت بود بے غایت
بحمد اللہ بدیدار مبارک شاد و فرحاں شد

(ابو احمد امیر الدین – امیر)

امام الزمان کے کلمات طیبات

اس عنوان کے تحت میں ہم ہمیشہ وہ مقدس کلمات درج کیا کرینگے۔ جو وقتاً فوقتاً حضرت حجۃ اللہ کے مبارک منہ سے نکلا کرینگے۔ ایڈیٹر

کثرت ازدواج کے متعلق صاف الفاظ قرآن کریم میں دو دو تین تین چار چار کرکے ہی آئے ہیں۔ مگر اسی آیت میں اعتدال کی بھی ہدایت ہے۔ اگر اعتدال نہ ہوسکے۔ اور محبت ایک طرف زیادہ ہو جاوے۔ یا آمدنی کم ہو۔ اور یا قولے رجولیت ہی کمزور ہوں۔ تو پھر ایک سے تجاوز کرنا نہیں چاہئے۔ ہمارے نزدیک یہی بہتر ہے کہ انسان اپنے تئیں ابتلا میں نہ ڈالے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْمُعْتَدِیْنَ۔

حلال پر بھی ایسا زور نہ مارو کہ نفس پرست ہی بن جاؤ۔ غرض اگر حلال کو حلال سمجھ کر بیویوں ہی کا بندہ ہو جاوے۔ تو یہی غلطی کرتا ہے۔ ہر ایک شخص اللہ تعالےٰ کے منشا کو نہیں سمجھ سکتا۔ اس کا یہ منشا نہیں۔ کہ بالکل زن مرید ہوکر نفس پرست ہی ہو جاؤ۔ اور وہ یہ بھی نہیں چاہتا کہ رہبانیت اختیار کرو۔ بلکہ اعتدال سے کام لو۔ اور اپنے تئیں بیجا کارروائیوں میں نہ ڈالو۔

انبیاء علیہم السلام کے لئے کوئی نہ کوئی تخصیص اگر اللہ تعالےٰ کر دیتا ہے۔ یہ کوتاہ اندیش لوگوں کی ابلہ فریبی اور غلطی ہے کہ وہ اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ دیکھو توریت میں کاہنوں کے زمرہ کے ساتھ خاص مراعات ملحوظ رکھی گئی ہیں۔ اور ہندوؤں کے برہمنوں کے لئے خاص خاص رعایتیں ہیں۔ پس یہ نادانی ہے۔ کہ انبیاء علیہم السلام کی کسی تخصیص پر اعتراض کیا جاوے۔ اُن کا نبی ہونا ہی سب سے بڑی خصوصیت ہے۔ جو اور لوگوں میں موجود نہیں۔

خدا کا تلون بھی رحمت ہے دیکھو یونس علیہ السلام کی قوم کے سامنے قطعی الہام۔ مگر جب لوگوں نے چیخنا چلانا شروع کیا تو عذاب ٹلا دیا اور رحمت کے ساتھ ادھر نگاہ کی۔ پس خدا کے تلون میں ہی ایک خاص لطف ہے مگر اس کو وہی لوگ اٹھا سکتے ہیں۔ جو اس کے سامنے روتے اور عجز و نیاز ظاہر کرتے ہیں۔ مجھے بارہا تعجب آتا ہے۔ کہ لوگ اپنے جیسے انسان کی خوشامد تو کرتے ہیں۔ مگر افسوس خدا کی خوشامد نہیں کرتے۔

یہ یاد رکھو کہ **دعا** کے لئے اگر جلدی ہی جواب مل جاوے۔ تو عموماً اچھا نہیں ہوتا۔ پس دعا کرتے نا امید نہ ہو۔ دعا جس قدر دیر ہو۔ اور اس کا بظاہر کوئی جواب نہ ملے۔ تو خوش ہوکر سجدہ ہائے شکر بجا لاؤ۔ کیونکہ اس میں بہتری اور بھلائی ہے۔ **توقف کامیابی** کا موجب ہوتا ہے۔ اور اس میں قبولیت دعا کا ایک راز ہم کو یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ جوں جوں انسان کی قبولیت دعا میں بظاہر توقف اور دیر ہوتی جاوے گی اسی قدر اس کی **اضطراری** حالت اور بے چینی بڑھتی جاوے گی جس کی وجہ سے وہ خدا کے حضور نہایت عجز سے اور بہت زور سے گڑگڑانے کے قابل ہو جاویگا۔ ایڈیٹر

دعا بہت بڑی سپر کامیابی کے لئے ہے۔ **یونس** ؑ کی قوم گریہ و زاری اور دعا کے سبب آنے والے عذاب سے بچ گئی۔ میری سمجھ میں **مغاضبت** معاتبت کو کہتے ہیں۔ اور **حوت** مچھلی کو کہتے ہیں۔ اور **نون** تیزی کو بھی کہتے ہیں اور مچھلی کو بھی۔ پس حضرت **یونس** ؑ کی وہ حالت ایک مغاضبت کی تھی۔ اصل یوں ہے۔ کہ عذاب کے ٹل جانے سے اُن کو شکوہ اور شکایت کا خیال گذرا۔ کہ پیشگوئی اور دعائیں بھی رائگاں گئیں۔ اور یہ بھی خیال گذرا۔ کہ میری بات پوری کیوں نہ ہوئی۔ پس یہی مغاضبت کی حالت تھی۔ اس سے ایک سبق ملتا ہے۔ کہ تقدیر کو اللہ بدل دیتا ہے۔ اور رونا دھونا اور صدقات فرد قرارداد جرم کو بھی ردی کر دیتے ہیں۔ اصول خیرات کا اسی سے نکلا ہے۔ یہ طریق اللہ کو راضی کرنے کے ہیں۔ علم تعبیر الرؤیا میں **مال** کلیجہ ہوتا ہے۔ اسی لئے خیرات کرنا۔ جان دینا ہوتا ہے۔ انسان خیرات کرتے وقت کس قدر صدق و ثبات دکھاتا ہے۔ اور اصل بات تو یہ ہے۔ کہ صرف **قیل و قال** سے کچھ نہیں بنتا جب تک کہ عملی رنگ میں لاکر کسی بات کو نہ دکھایا جاوے صدقہ اس کو اسی لئے کہتے ہیں۔ کہ صادقوں پر نشان کر دیتا ہے۔ حضرت یونس ؑ کے حالات میں **درمنثور** میں لکھا ہے۔ کہ آپ نے کہا۔ کہ مجھے پہلے ہی معلوم تھا کہ جب تیرے سامنے کوئی آوے گا۔ تجھے رحم آ جاویگا۔

ع

ایں مشت خاک را گر نہ بخشم چہ کنم

منشی رحیم علی کورٹ انسپکٹر دہلی کے خواب کی تعبیر میں فرمایا۔ کہ نماز تہجد شہر میں پڑھنا نہایت بڑی کامیابی ہے۔

ابولہب قرآن کریم میں عام ہے۔ نہ خاص مراد وہ شخص ہے۔ جس میں التہاب و اشتعال کا مادہ ہو۔ اسی طرح **حمالۃ الحطب**۔ ہیزم کش عورت سے مراد ہے جو سخن چین ہو۔ آگ لگانے والی چغل خور عورت۔ آدمیوں میں شرارت کو بڑھاتی ہے۔ سعدی کہتا ہے۔

سخن چین بدبخت ہیزم کش است

سورہ تبت پر اعتراض سن کر فرمایا۔

دنیا کی دولت اور سلطنت رشک کا مقام نہیں۔ مگر رشک کا مقام **دعا** ہے میں نے اپنے احباب **حاضرین**۔ اور **غیر حاضرین** میں سے جن کے نام یاد آئے۔ یا شکل یاد آئی۔ آج بہت دعا کی۔ اور اتنی دعا کی کہ اگر خشک لکڑی پر کی جاتی۔ تو سر سبز ہو جاتی۔ ہمارے احباب کیلئے یہ بڑی نشانی ہے۔ (جزاک اللہ فی الدارین خیرا)

رمضان کا مہینا الحمد للہ گذر گیا۔ عافیت اور تندرستی سے یہ دن حاصل ہے۔ **پھر اگلا سال خدا جانے کس کو آئے گا۔ کس کو معلوم ہے** کہ اگلے سال کون ہوگا۔ پھر کس قدر ان دن کا مقام ہوگا۔ اگر اپنی جماعت کے ان لوگوں کو فراموش کر دیا جاوے۔ جو انتقال کر گئے ہیں۔ یہ ایسے وقت میں فرمایا۔ کہ جب فہرست میں ان دوستوں کے نام ثبت ہو رہے تھے۔

ظاہر پرستی سے یہودیوں پر یہ آفت آئی کہ وہ مسیح علیہ السلام کا انکار کرتے رہے اور نہ صرف یہی بلکہ ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا بھی انکار کرتے رہے۔ ان کو یہ خیال تھا کہ مسیح آئے گا۔ تو ایک بادشاہ ہوکر آئے گا۔ اور بڑے شان و شوکت سے تخت داؤد پر جلوہ افروز ہوگا۔ اور اس کے آنے سے پیشتر ایلیا آسمان سے اترے گا۔ مگر جب مسیح آیا۔ تو اس نے ایلیا تو یوحنا کو بتایا۔ اور آپ بجائے بادشاہ ہونے کے ایسی عاجزی دکھائی۔ کہ سر رکھنے کو بھی جگہ نہ ملی۔ اب ظاہر پرست یہودی کیوں کر مان لیتے پس انہوں نے بڑے زور سے انکار کیا۔ اور اب تک کرتے ہیں۔ یہی مصیبت ہمارے زمانہ کے مولویوں اور ملاؤں کو پیش آئی ہے۔ وہ منتظر ہیں کہ مسیح اور مہدی آکر لڑائیاں کریگا۔ مگر خدا تعالےٰ نے یہ امر بھی محفوظ نہ رکھا تھا۔ اور بخاری میں یضع الحرب کہکر اس کا قضیہ ہی چکا دیا تھا۔ پھر بھی یہ **امن** اور **سلامتی** کے خواستگار کو ماننا نہیں چاہتے۔

مندرجہ بالا کلمات طیبات فروری سنہ ۱۹۱۱ء کے ہیں جو ہم نوٹ کر سکے اندر کے ڈائری الحکم کا التوا ہونے کیا ہے اور فقت بدر و ڈائری الحکم کے ذریعہ

شیخ محمد حسین بٹالوی پر جھوٹ کی مار

اور

اِنّی مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ

کا نئے طور پر اظہار

من ازاں حسن روز افزوں کہ یوسف داشت دانستم
کہ عشق از پردۂ عصمت بروں آرد زلیخا را

ہمارا ہرگز ہرگز ارادہ نہ تھا۔ کہ شیخ محمد حسین بٹالوی کی **بے تکی** باتوں پر کوئی اکیشن لیکر اپنے قیمتی کالم ضائع کریں۔ خصوصاً اس وقت سے جب کہ وہ خود اپنے انھوں اور اپنی آنکھوں سے الہام اِنّی مُھِیْنٌ مَنْ اَرَادَ اِھَانَتَکَ کا خوفناک نظارہ اپنے ہی گھر بٹالہ میں بمقدمہ ہنری مارٹن کلارک کرسی مانگ کر دیکھ چکا تھا۔ مگر اُس کے تازہ اور **سفید جھوٹ** نے جو حال میں اُسی معاملہ کرسی کے متعلق اُس نے کھلے بندوں ظاہر کیا ہے ہمکو مجبور کر دیا۔ کہ **شیخصاحب** کی اس نہایت ہی نفرت انگیز حرکت پر پبلک اور خود شیخصاحب کو ایکبار اور توجہ دلا کر تعجب ظاہر کریں بیا ہنری مارٹن کلارک کے مقدمہ میں بٹالوی صاحب کا کرسی مانگ کر **جھاڑیں** کھانا۔ اور **جھڑکیاں** سننا۔ کوئی ایسا مخفی امر نہ تھا۔ جسکی اطلاع کسی کو نہ ہو سکتی ہو۔ ایک عام مجمع میں جہاں کئی معزز اشخاص اہل کاروں وغیرہ کے علاوہ موجود تھے اُنکا درخواست کرسی پر اصرار ہونا اور مجسٹریٹ ضلع کا ڈانٹ بتانا اُسی وقت طشت از بام ہو چکا تھا۔ اور خود ہم نے ہی آج سے سات اٹھ مہینے پیشتر اُنہی دنوں میں جنگ مقدس ثانی کے تیسرے نمبر میں اس ساری کیفیت کا نظارہ کھینچ کر ناظرین کو دکھلا دیا تھا۔ جسکی تردید میں آج تک شیخصاحب کا قلم ٹوٹ گیا۔ اور جھوٹ سے بھی وہ اُس کے متعلق ایک حرف نہ لکھ سکے۔ اور نہ کسی خط وغیرہ کے ذریعہ ہم کو اطلاع دی۔ کہ ان کا اشاعت اگر غلط ہے تو کسی اور اخبار ہی میں مشتہر کرا دیتے۔ وہ صم بکم ہو گئے تھے۔ کی رپورٹ کے مضمون پر توجہ کر اُس جھوٹ [illegible] ہیں اعلان کرا لئے۔ مگر افسوس کہ اس **کلنک** کے ٹیکے کو تا بدتے کے لئے ذرا بھی کوشش نہ کی۔ اور اب سات ماہ بعد یاد آیا کہ یہ واقعہ غلط ہے۔ اور اس **جھوٹ** بلکہ **سفید** اور کریہہ **جھوٹ** کو جسکی تحقیق اور **فراقت** سے اُن کے دماغ میں ہیولیٰ ور نتیجہ کا زور ہو رہا تھا۔

اب اُنکا اس کی وجہ یہ ہوئی۔ کہ ہمارے **سید و مقتدا** **حضرت امام الوقت** (ایدہ اللہ) نے ۲۸ فروری سنہ رواں کو ایک خط بعد شنبہ شہادات اس محبت اور ہمدردی کے جوش سے رجو اس **مبارک** اور **مقدس** قوم کو اپنی مخالفوں سے خصوصاً اور بنی نوع انسان سے عموماً ہوتی ہے) مناسب ذکر لکھا۔ اور جس میں اُن کو لکھا گیا۔ کہ ایک **آسمانی نشان** ظاہر ہونے والا ہے۔ آپ اپنی اصلاح کے لئے اس خط سے مدد لیں۔ یہ سیدنا مرزا صاحب کے خط کا لب لباب ہے۔ (جسکو ہم دوسری جگہ درج کرتے ہیں۔) اور اُسی خط میں ضمناً آں حضرت نے کرسی والا معاملہ بھی اُنکو یاد دلایا۔ مگر شیخصاحب بجائے اُس کے کہ اس خط سراپا ہدایت سے کچھ استفادہ کرتے۔ اولٹے اسی ذلت کی گٹھڑی کے اُٹھانے کو تیار ہوئے۔ جیسا اُن کے اُس خط سے پایا جاتا ہے جو **سیدنا** **مرزا صاحب** کے خط کے جواب میں درج کرتے ہیں۔

الغرض اب محمد حسین صاحب کی ساری بحث کا دارومدار اور ساری کوششوں اور منصوبوں کے خاتمہ کا انحصار جا کے اسی کرسی والے واقعہ کی تصدیق پر آٹھیرا ہے۔ ہم کو شیخصاحب کی حالت پر بہت ہی رحم آتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے۔ کہ ہمارے سامنے وہی نقشہ اِنّی مُھِیْنٌ کا کھچا جاتا ہے۔ اور الہام [illegible] ...... پھر بار بار سامنے آتا جاتا ہے۔ اور بار بار یہی خیال آتا ہے۔ کہ یہ **نادان مُلّاں** ابھی اپنے ہاتھوں اپنی ذلت دیکھنے کا مشتاق معلوم ہوتا ہے۔ ورنہ ممکن نہ تھا۔ کہ ایک ایسے روز روشن کی طرح بین واقعہ کی تکذیب پر جرأت کرتا۔ ہم حیران ہیں۔ کہ یا الٰہی کیا اس شخص کا **کانشنس** بالکل مسخ ہو گیا۔ یا تو ابھی اِنّی مُھِیْنٌ کا تازیانہ اور لگانا چاہتا ہے۔ بہرحال اللہ علیم خوب جانتا ہے۔ کہ اس میں کیا راز اور سر ہے۔ مگر اس میں کلام نہیں کہ راست بازوں اور صادقوں کے لئے ایک اور نشان ملنا چاہتا ہے۔ شیخصاحب [illegible] اس واقعہ کی تصدیق چاہتے ہیں۔ [illegible] اندیشی ہے۔ یہ اُن کا اپنا فرض ہے [illegible] ثابت کرنے کے لئے اول تو بذریعہ عدالت چارہ جوئی کرتے۔ کہ مجھ **مجیب الطرفین** کی نسبت انہوں نے غلط چھاپ دیا کہ کرسی مانگ کر ذلیل ہوا۔ اور اگر وہ ایسا نہیں کر سکتے تھے۔ کیونکہ اول تو اندیشہ تھا کہ حاکم [illegible] جھٹلا سکونگا۔ اور [illegible] اس کو عرض [illegible] نہیں لایا۔ اور نہ تردید کی بلکہ اپنے پرچہ میں [illegible] اعتقادوں کو لکھا ہے کہ نہیں [illegible] عدالت میں کرسی مانگنے والا اداں تھا [illegible] کرسی [illegible]

تمام کنندہ الا معاملہ تھوڑا ہی تھا۔ مجھے جھڑکیاں نہیں ملیں۔ اور باہر کرسی دوبارہ نہیں اُٹھایا گیا۔ مگر اب گزرے مردے اُکھاڑ کر اگر ابھی ذلت میں کچھ کسر باقی ہے۔ تو یہ اُسی کا فرض ہے کہ اپنی بریت اور صفائی کے لئے ان معززین کی جو عدالت کے اندر باہر موجود تھے۔ تصدیق کرائے۔ کہ ایسا واقعہ نہیں ہوا اور کم از کم کپتان **ڈگلس صاحب** سے ہی کوئی **چھٹی منگوا کر شائع** کروے۔ ہم بھی سمجھ لیں گے۔ کہ ہاں شیخصاحب کو در اصل جھڑکیاں اور جھاڑیں نہیں پڑیں۔ لیکن اگر وہ ایسا نہ کر سکے اور یقیناً نہیں کر سکیگا۔ تو ہم پبلک اور خود شیخصاحب کو توجہ دلاتے ہیں کہ ایسے **صریح جھوٹ** سے اوس کو سوا رسوائی کیا حاصل ہے۔ سب سے پہلا شخص جس نے اس معاملہ کو طشت از بام کیا۔ **الحکم کا ایڈیٹر** ہے۔ اگر شیخصاحب میں کچھ بھی حوصلہ اور ہمت تھی۔ تو مرد میدان بنتے اور اسکی تردید کرتے یا اوسے علانیہ کے ٹھہرانے تک پہونچاتے۔ بہرحال ہم کو اندیشہ ہی اندیشہ ہے کہ اسی پوٹلی کو پھول کر زیادہ رسوا ہوں گے۔ شیخصاحب اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں۔ کہ کیا اس قدر معززین جو وہاں موجود تھے۔ سب کے سب دروغ گو ہیں۔ اور وہی ایک **راست باز** ہے۔ شیخصاحب خدارا اپنے اوپر رحم کرو۔ بہت ذلیل ہو چکے۔ اب درد کا حد سے گذرنا ہے۔ دوا ہو جانا یہ عمل نکرو۔ توبہ کرو۔ کیونکہ توبہ کرنے والے کامیاب ہونے والے ہیں۔ ابھی وقت ہے خدا تعالیٰ کے حضور گر پڑو۔ اور اپنے گناہوں کی معافی چاہو۔ ورنہ یہ جھوٹ بہت ہی بُرے طرح چمٹے گا۔ اور رہی سہی بڑائے نام عزت کو خاک میں ملا دے گا۔

نصیحتے کنمت بشنو و بہانہ مگیر
کہ ہر چہ ناصح مشفق بگویدت بپذیر

حکمت کے موتی۔ خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے۔ کہ تین خصلتیں جو لڑکوں میں ہیں۔ اگر جوانوں میں ہوتیں۔ تو وہ مرتبہ ولایت کو پہنچ جاتے۔ اول وہ روزی کا غم نہیں رکھتے۔ دوسرے بیماری کے وقت خدا کی شکایت زبان پر نہیں لاتے۔ تیسرے آپس میں لڑتے ہیں مگر دل میں کینہ نہیں رکھتے۔ فوراً صلح کر لیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ ہر چیز کھانے سے کم ہوتی ہے۔ مگر غم کھانے سے بڑھتا ہے۔ اور ہر شے خرچ کرنے سے کم ہوتی ہے مگر علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہے ✦

امام الوقت کی خط و کتابت

ذیل میں ہم **امام الزمان** حضرت سیدنا مرزا صاحب ایدہ اللہ کا وہ ہدایت نامہ بڑے فخر سے درج کرتے ہیں جو حضور نے میاں محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ کو اُن کی یہ بات سُن کر کہ میں نماز میں اُن پر لعنت کرتا ہوں۔ (والعیاذ باللہ) اپنی سچی ہمدردی اور حقیقی جوش محبت سے (جو اس مقدس قوم کو بنی نوع انسان سے عموماً اور اپنے مخالفوں سے خصوصاً ہوتی ہے) لکھا اور یہ قول سچ کر دکھایا ؎

گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

اس خط کو پڑھ کر ہمارے ناظرین معلوم کریں گے۔ کہ یا تو یہ **کریم النفس انسان** (ایدہ اللہ) ان مولوی کی سب و شتم سے سخت ستایا گیا اور رنج دیا گیا اور نہ اپنے لئے بلکہ اس لئے کہ اُس نے اُس کو خدا کی اور آسمان کی باتیں سنائیں۔ ایسی حالت میں اس مقدس انسان نے بجائے بددعا کے اس نادان مخالف الرائے کے حق میں دعائے خیر ہی کی ہے اور ہمیشہ یہی آرزو ظاہر کی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اُس کو آنکھ اور بصیرت دے جس سے وہ خدا تعالیٰ کی قدرت نمائیوں کے دیکھنے پر قادر ہو سکے اس وقت بھی اس کے لعن طعن سن کر اس **راستباز** نے یہی چاہا۔ کہ گو عرصہ سے خط و کتابت بند ہے تو بھی خود ہی ابتدا کر کے پھر اس کو تبلیغ کی۔ اور ایک **عظیم الشان نشان** ظاہر ہونے سے پیشتر اس کو بھی ہمدردی اور جوش دل سے لکھا تا وہ اس وقت جب وہ نشان ظاہر ہو۔ اس ہدایت نامہ سے مدد لے کر اپنی اصلاح کر لے۔ مگر اس شتاب کار گمراہ کی تیزی طبع ملاحظہ ہو کہ بجائے اس کے اس خط سے استفادہ کرتا۔ اور صبر و استقلال سے اس نشان کا انتظار کرتا اور کرشمہ قدرت کو دیکھنے کے لئے اپنے آپ کو تیار کرتا۔ اُس نے بہرحال کرسی کے جھگڑے کو لے بیٹھا کہ ثابت کرو۔ کہ تم نے مقدمہ ہنری کلارک میں کرسی نہیں لی۔ اور تبصرہ کیا لکھیں ناظرین خود حضرت **مسیح الزمان** اور اس کے خط کو پڑھ کر اندازہ کر لیں گے کہ کونسا خط اپنے اندر ہدایت کی روشنی اور کونسا بے حواسی کی تاریکی رکھتا ہے۔ الغرض ہم ان ہر دو خطوں کو ذیل میں چھاپ دیتے ہیں حضرت **مسیح الزمان** نے اسی روز میاں محمد حسین بٹالوی کے خط کے جواب میں ایک اشتہار چھاپ دیا ہے۔ جسکو اسی سلسلہ خط و کتابت میں ہم درج کرتے ہیں۔ ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

شیخ بٹالوی محمد حسین صاحب ہداکم اللہ

مجھے زبانی حبی فی اللہ مولوی قطب الدین صاحب معلوم ہوا کہ مولوی صاحب موصوف کسی مصلحت سے آپ کے مکان پر گئے۔ اور ہمدردی انسانی سے چاہا۔ کہ آپ کو حق کی طرف دعوت کریں مگر آپ نے علاوہ کئی الفاظ سب و شتم کے جو میری نسبت استعمال کئے۔ یہ بھی کہا کہ میں نماز میں اُن پر لعنت بھیجا کرتا ہوں۔ ان تمام باتوں کے سننے سے اگرچہ آپ کی صلاحیت سے نومیدی آتی ہے۔ مگر چونکہ میں نے بعض بشارات میں دیکھا ہے۔ امید کی جاتی ہے کہ آپ پر عنقریب وہ زمانہ بھی آوے گا کہ آپ کی آنکھ کھلے۔ اور آپ ان گستاخیوں اور شوخیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کریں۔ اس لئے میں نے ایک ضروری امر پر آپ کو مطلع کرنے کے لئے یہ چند سطریں لکھی ہیں۔ تا شاید کسی وقت پھر آپ کو کام آوے۔ اور آپ کی زیادہ بصیرت کا موجب ہو۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ چند متواتر الہامات اور رویا سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ عنقریب ایک نشان خدا تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہونے والا ہے جو بہت سے لوگوں کو میری طرف کھینچے گا۔ اور اس دن بہت سے نیک دل انسان سچائی کو پہچان لیں گے۔ میری اس تحریر کو آپ محفوظ رکھیں۔ میں چند معزز گواہوں کی شہادت اس پر ثبت کر کے آپ کے پاس بھیجتا ہوں اور اس کام پر محض ہمدردی نے مجھ کو آمادہ کیا ہے۔ آپ جانتے ہیں۔ کہ اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔ کہ لا یظہر علیٰ غیبہ احدا الا من ارتضیٰ من رسول (سورہ جن) سو کسی شخص سے ایسی پیشگوئی کا ظاہر ہونا جو غیب پر مشتمل ہو۔ اس کے سچا ہونے کو ظاہر کرتا ہے۔ آپ پر بہت افسوس ہے۔ کہ اب تک آپ نے نہ نصوص قرآنیہ و حدیثیہ سے فائدہ اٹھایا۔ اور نہ عقل خداداد سے کام لیا۔ اور نہ آسمانی نشانوں سے جو میرے ہاتھ پر یا میرے لئے ظاہر ہوئے۔ ہدایت پائی۔ احمد بیگ کی وفات سے لے کر لیکھرام کی موت تک ایک لمبا سلسلہ خدا تعالیٰ کے نشانوں کا تھا۔ لیکن کسی نشان نے آپ کو فائدہ نہ دیا۔ آفتاب ماہتاب بھی رمضان میں منکسف ہوئے۔ مگر آپ نے کچھ پروا نہ کی۔ آپ نے انسانیت اور ٹھنڈے مزاج سے اپنے شبہات کو دور نہ کرایا۔ صدی میں بھی چودہ برس گذر گئے۔ مگر آپ نے کسی مجدد کا پتہ نہ دیا۔ جو فتن موجودہ کی اصلاح کے لئے کھڑا ہوا ہو۔ میں نے مباہلہ کے ساتھ بھی آپ سے فیصلہ کرنا چاہا مگر آپ وہاں سے بھی بھاگ گئے۔ خدا تعالیٰ آپ کے حال پر رحم کرے۔ اب تو انتہا تک آپ کی نوبت پہنچ گئی۔ آپ کہتے تھے۔ کہ میں نے ہی تم کو اونچا کیا اور میں ہی گراؤں گا۔ آپ کو سوچنا چاہیئے۔ کہ اس فضول گوئی میں کیسے آپ جھوٹے نکلے۔ کیا میں نے الہام کا دعویٰ آپ کے صلاح مشورہ سے کیا تھا۔ کیا میں نے کبھی آپ پر بھروسہ رکھا۔ یا آپ کو کچھ چیز سمجھا۔ اور اب مختلف شہروں اور قریب اور دور کے ملکوں کے صدہا آدمی اس جماعت میں داخل ہو رہے ہیں۔ سو دیکھو۔ خدا تعالیٰ نے کیسے آپ کے غرور کو توڑا۔ کہ میں ہی گرا دوں گا۔ سچ ہے۔ کہ آپ نے تو کسی چالبازی میں کسر نہ کی۔ مگر ہر ایک حملہ کے وقت آپ ہی کو ذلت دیکھنی پڑی۔ پادریوں کے مقدمہ میں آپ نہایت ناز سے دامن کشاں کچہری میں پہنچے کہ تا میری ذلت دیکھیں۔ مگر خدا تعالیٰ نے میرے روبرو اور میری جماعت کے روبرو آپ کو ذلیل کیا۔ آپ کا کرسی طلب کرنا۔ اور پھر صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے تین جھڑکیاں دے کر کرسی سے محروم رکھنا۔ یہ کیسی ذلت تھی۔ کہ جو میرے روبرو میری جماعت کے روبرو منشی غلام حیدر خان صاحب سپرنٹنڈنٹ ضلع کے روبرو مولوی فضل الدین صاحب پلیڈر کے روبرو لالہ رام بھج دت وکیل کے روبرو اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے اردلیوں کے روبرو آپ کو نصیب ہوئی۔ یہاں تک کہ مجھے بھی آپ کی اس حالت پر رحم آیا۔ یہ خدا تعالیٰ کی طرف سے ذلت تھی یا کچھ اور تھا۔ آپ مجھے مفتری کہتے ہیں۔ مگر بتلا نہیں سکتے۔ کہ کیا ابتدا دنیا سے آج تک کوئی ایسا مفتری آپ نے دیکھا۔ جس کو خدا تعالیٰ نے روز دعوے الہام سے میری طرح پچیس برس تک مہلت دی ہو۔ جو خدا پر افترا کرے۔ وہ تو تئیس کی عمر بھی نہیں پاتا۔ اور جلد پکڑا جاتا ہے۔ اور ہلاک کیا جاتا ہے۔ اور میں تو پچیس برس سے برابر خدا تعالیٰ کا الہام پیش کر رہا ہوں براہین کا زمانہ ہی دیکھو جو اب اٹھارہ برس کے قریب پہنچ گیا۔ اللہ جلشانہٗ سے شرم کرو۔

گواہوں کے دستخط دوسرے صفحہ پر اصل ورق کے ثبت کئے گئے ہیں۔

مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی۔ خواجہ کمال الدین بی اے ایل ایل بی ناصر نواب صاحب سیٹھ عبدالرحمن۔ حاجی اللہ رکھا جنرل مرچنٹ مدراس۔ مولوی محمد افضل صاحب سکنہ کڈہ تھانہ لالہ موسیٰ۔ سیٹھ اسمٰعیل آدم تاجر بمبئی۔ مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی۔ مولوی قطب الدین صاحب سکنہ بدوملی میاں معراج الدین صاحب ٹھیکہ دار لاہور۔ شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم۔ حافظ احمد اللہ خاں صاحب ناگپوری سردار عبدالعزیز خاں صاحب قزل باش۔ عبدالرحمن خاں صاحب غزنوی۔ مولوی نورالدین صاحب بھیروی ✦

(محمد حسین کا خط)

مقام بٹالہ۔ مورخہ ۲۸ فروری ۱۸۹۸ء نمبر ۱۴

میاں غلام احمد صاحب خدا آپ کو راہ راست پر لاوے اور ضلالت و الحاد سے نجات بخشے ✦

السلام علی من اتبع الھدیٰ۔ آپ کا خط ۲۸ فروری ۹۸ء کو پہونچا۔ جس کو میں نے تعجب اور افسوس کے ساتھ پڑھا۔ افسوس آپ کا مرید میاں قطب الدین صاحب پیام لایا کہ وہ کیا پیام و سوال لے گئے تھے۔ اور کیا جواب لائے۔ اور نہ سمجھے کہ وہ کیا پیام و سوال لے گئے تھے۔ اور کیا جواب لائے۔ اور نہ سمجھے کہ وہ میرے پیام و سوال کا جواب نہیں ہے۔ الخ (نقل مطابق اصل) آپ نے **اشہر جھوٹ** کر دیا اون کی چشم بصیرت کو نابینا کر دیا۔ اس لئے وہ نہ سمجھ سکے۔ کہ وہ جواب مطابق سوال نہیں ہے۔ اور یہ امر انکو بطور پیش گوئی کہہ دیا گیا تھا۔ کہ آپ ان پر جھوٹ کر دیں گے۔ بخوبی ظہور میں آیا۔

تعجب آپ کی جرات پر آیا۔ کہ آپ نے اس خط میں اپنے ان ہی پرانے ڈھکوسلوں کا اعادہ کر دیا۔ اور شرم سے کام نہ لیکر یہ خیال نہ کیا۔ کہ جن باتوں کا میں اعادہ کرتا ہوں۔ ان کو تمہارا مخاطب بارہا بدلائل رد کر چکا ہے۔ پھر میں اُن کا اعادہ کیوں کرتا ہوں ✦

اس افسوس اور تعجب کے اظہار پر دوبارہ اعادہ تفصیل اعادہ کرتا ہوں۔ (یہ فقرہ بھی نقل مطابق اصل ہے۔) کیونکہ میاں قطب الدین صاحب دوبارہ میرے پاس آئے ہیں۔ اور آپ کی **اس چال کو میرے سمجھانے سے سمجھ گئے ہیں** ۔ اور اس وجہ سے اس خط کے ذریعہ میں پیام

نوٹ :- اس فقرہ سے پایا جاتا ہے۔ کہ گویا مولوی قطب الدین صاحب حضرت اقدس امام زماں صاحب کے معاذ اللہ حق پر نہیں سمجھ بیٹھے بلکہ **جھوٹ** اور گزند جھوٹ ہے۔ جو میاں محمد حسین کے حصہ پر

دوبارہ بھیجنے کا وعدہ کئے گئے ہیں۔ (نقل مطابق اصل یہ مولوی صاحب کی انشاء پردازی ہے۔ ایڈیٹر)

آپ نے کتاب البریۃ کے صفحہ ۱۴ و ۱۵ میں تین دعوے کئے ہیں۔ اول یہ کہ محمد حسین نے صاحب ڈپٹی کمشنر سے کرسی طلب کی۔ اور کہا کہ اس کو عدالت میں کرسی ملتی ہے اور اُس کے باپ کو عدالت میں کرسی ملتی تھی۔ جس پر صاحب ڈپٹی کمشنر نے اوس کو **تین جھڑکیاں دیں**۔ اور کہا کہ تو جھوٹا ہے۔ **بک بک مت کر**۔ دوسرا یہ دعوے کہ پھر وہ باہر کے کمرہ میں ایک کرسی پر جا بیٹھا۔ تو کپتان صاحب پولیس کی نظر اس پر جا پڑی اور اسی وقت کنسٹبل کی معرفت جھڑکی کے ساتھ اس کرسی سے اُٹھایا گیا۔ تیسرا دعویٰ یہ ہے۔ کہ پھر وہ ایک شخص کی چادر لے کر اس پہ بیٹھ گیا۔ تو اوس شخص نے چادر نیچے سے کھینچ لی۔ اور کہا کہ ایک مذہبی مقدمہ میں جھوٹا وہی ہے۔ پادریوں کی گواہی دیتا ہے۔ اور میری چادر پر بیٹھتا ہے۔ میں اپنی چادر پلید کرانی نہیں چاہتا۔ میرے نزدیک یہ تینوں دعوے محض دروغ ہیں۔ جس میں راستی کا شمہ دخل اور شائبہ بھی نہیں ہے۔ آپ ان دعووں میں سچے ہیں تو ایک جلسہ عام میں (جو بمقام لاہور یا گورداسپور یا بٹالہ ہو) ان ہی لوگوں میں سے جن کے نام اپنے خط میں درج کئے ہیں صرف دو یا تین اشخاص کو جن کو میں منتخب کروں پیش کریں۔ اور ان سے شہادت دلوائیں پس اگر وہ آپ کے بیان الفاظ کی تصدیق کریں۔ تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ میں اپنے آپ کو

آپ کے مقابلہ میں شکست یافتہ سمجھکر آئندہ آپ کے ردو

جواب سے قلم و زبان کو بند کر لوں گا۔ اور اگر ان گواہوں نے آپ کے بیان و الفاظ کی تصدیق نہ کی۔ تو اس صورت میں آپ اپنے ملحدانہ دعاوی مسیحائی۔ محدثیت۔ مہدویت۔ نبوت وغیرہ سے تائب ہو کر خالص اسلام کے پابند ہو جائیں گے پیام یہ تھا جس کے جواب میں آپ نے صرف دعوے کی (مطابق اصل) کر دیا۔ اور نہ سوچا۔ کہ دعوے تو آپ نے پہلے ہی کبھی کیا تھا۔ اوس دعوے کا ثبوت بذریعہ شہادت مطلوب تھا۔ نہ اعادہ دعوے اب بھی آپ توجہ کریں۔ اور جواب مطابق سوال دیں۔ ورنہ آپ کا خط اور یہ جواب عنقریب رسالہ میں مشتہر ہوگا۔

راقم آپ کا خیر خواہ قدیم
ابو سعید محمد حسین

آیا۔ افسوس۔ ہم اگلے نمبر میں اس خط پر مفصل ریمارک کرینگے
ایڈیٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

کیا محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ کو لفٹنٹ صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور میں کرسی ملی؟

(راستی موجب رضائے خدا است)

نہایت افسوس ہے کہ اس زمانہ کے بعض نام کے مولوی محض اپنی عزت بنانے کے لئے یا کسی اور غرض نفسانی کی وجہ سے عمداً جھوٹ بولتے ہیں۔ اور اس بد نمونہ سے عوام کو طرح طرح کے معاصی کی جرات دیتے ہیں۔ کیونکہ جھوٹ ام الخبائث ہے۔ اور جبکہ ایک شخص مولوی کہلا کر کھلی کھلی بے شرمی سے جھوٹ بولنا اختیار کرے تو بتلاؤ۔ کہ عوام پر اس کا کیا اثر ہوگا۔ ابھی کل کی بات ہے۔ کہ بیچارہ میاں شیخ محمد حسین بٹالوی صاحب اشاعۃ السنہ کو بمقام بٹالہ کرسی مانگنے سے کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے تین مرتبہ تین جھڑکیاں دیں۔ اور کرسی دینے سے انکار کیا۔ اور کہا۔ کہ "بک بک مت کر" اور "پیچھے ہٹ" اور "سیدھا کھڑا ہو جا"۔ اور یہ بھی فرمایا کہ "ہمارے پاس تمہارے کرسی ملنے کے بارے میں کوئی ہدایت نہیں"۔ لیکن نہایت افسوس ہے۔ کہ شیخ مذکور نے جا بجا کرسی کے بارے میں جھوٹ بولا۔ کہیں تو یہ مشہور کر دیا کہ مجھے کرسی ملی تھی۔ اور کسی جگہ یہ کہا کہ کرسی دیتے تھے۔ مگر میں نے عمداً نہیں لی۔ اور کسی جگہ یہ افترا کیا کہ عدالت میں کرسی کا ذکر ہی نہیں آیا۔ چنانچہ آج میری طرف بھی **اس مضمون کا خط بھیجا ہے** کہ گویا اس کا کرسی مانگنا۔ اور کرسی نہ ملنا۔ اور بجائے اس کے چند جھڑکیوں سے پیچھے ہٹائے جانا یہ باتیں غلط ہیں۔ ہم اس کے جواب میں بجز اس کے کیا کہیں کہ **لعنۃ اللہ علی الکاذبین**۔ ہم ناظرین کو یقین دلاتے ہیں۔ کہ یہ بات فی الواقع سچ ہے۔ کہ شیخ مذکور نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر سے کرسی مانگی تھی۔ اور اس کا اصل سبب یہی تھا۔ کہ جب اُس نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر سے کرسی پر بیٹھے ہوئے دیکھ کر بے اختیاری کے عالم میں اپنی طمع خام کو ظاہر کیا۔ اور نہ چاہا۔ کہ میرا دشمن کرسی پر ہو۔ اور میں زمین پر بیٹھوں۔ اس لئے بڑے جوش سے کچہری کے اندر داخل ہوتے ہی کرسی کی درخواست کی۔ اور چونکہ عدالت میں نہ اس کو اور نہ اُس کے باپ کو کرسی ملتی تھی۔ اس لئے وہ درخواست زجر اور توبیخ کے ساتھ رد کی گئی۔ اور درحقیقت یہ سوال اس کا نہایت قابل شرم تھا۔ کیونکہ سچ یہی ہے

نوٹ :- حضرات خاکسار کو مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ کپتان ڈگلس صاحب کا ... مخالفت نفسانیت کا ... ہے۔ کیونکہ کوئی راستباز کسی ذرا سی لغزش پر ... کو نہیں چھوڑ سکتا۔ جو اسکی رگ و ریشہ میں رچ گئی ہو۔ اور یہاں شیخ صاحب کی مخالفت کی قیمت ایک کرسی تھی ...

کہ یہ بیچارہ غریب اور نہ اس کا باپ رئیس تھا کبھی ہم نے سنا کہ کرسی نشین میں شمار کئے گئے۔ اور اگرچہ اس کا باپ کرسی نشین ہے۔ شیخ تو گویا سر لیفٹیننٹ گورنر پنجاب۔ یہ بہت بڑی غلطی کی ہے کہ جو ہتک کی۔ شیخ بٹالوی پنجاب میں ان دونوں کا نام نہیں لکھا۔ غضب کی بات ہے کہ کہلانا مولوی۔ اور اس قدر فاش دروغ گوئی۔ اور پھر آپ اپنے خط میں کرسی نہ ملنے کا مجھ سے ثبوت مانگتے ہیں گویا اپنی ذلت کو کامل طور پر تمام لوگوں پر ظاہر کرنا چاہتے ہیں۔ اور اپنے خط میں وعدہ کرتے ہیں کہ اگر وہ کاذب نکلیں تو اپنے تئیں شکست یافتہ تصور کریں گے۔ اور پھر کبھی رد و قدح نہیں کریں گے۔" افسوس کہ اس شخص کو جھوٹ بولتے ذرہ شرم نہیں آئی۔ جھوٹ کہ اکبر الکبائر اور تمام گناہوں کی ماں ہے کس طرح دلیری سے اس شخص نے اس پر زور دیا ہے۔ یہی دیانت اور امانت ان لوگوں کی ہے جس سے مجھے اور میری جماعت کو کافر ٹھہرایا۔ اور دنیا میں شور مچایا۔

واضح رہے کہ ہمارے بیان مذکورہ بالا کا **گواہ** کوئی ایک دو آدمی نہیں بلکہ اس وقت کچہری کے اردگرد صدہا آدمی موجود تھے جو کرسی کے معاملہ کی اطلاع رکھتے ہیں۔ صاحب ڈپٹی کمشنر **ایم ڈبلیو ڈگلس** صاحب بہادر خود اس بات کے گواہ ہیں جنہوں نے بار بار کہا کہ تجھے کرسی نہیں ملے گی۔ بک بک مت کر۔ اور پھر **کپتان لیمارچنڈ** صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ اس بات کے گواہ ہیں کہ کرسی مانگنے پر محمد حسین کو کیا جواب ملا تھا اور کیسی عزت کی گئی تھی۔ پھر **منشی غلام حیدر خاں** صاحب سپرنٹنڈنٹ ضلع جو اب تحصیلدار ہیں۔ اور **مولوی فضل الدین** صاحب پلیڈر اور لالہ **رام بھج دت** صاحب پلیڈر اور **ڈاکٹر کلارک** صاحب جن کی طرف سے یہ حضرت گواہ ہو کر گئے تھے۔ اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے **تمام اردلی** یہ سب میرے بیان مذکورہ بالا کے گواہ ہیں۔ اور اگر کوئی شخص ان میں سے محمد حسین کی حمایت پر جھوٹ کہے تو اُس کی پردہ پوشی بھی چاہے۔ مگر میں خوب جانتا ہوں۔ کہ کوئی شخص اس بات پر **قسم** نہیں کھا سکے گا۔ کہ یہ واقعہ کرسی نہ ملنے اور جھڑکیاں دینے کا جھوٹ ہے۔ مجھے حیرت پر حیرت آتی ہے۔ کہ اس شخص کو کیا ہو گیا۔ اور اس قدر گندے جھوٹ پر کیوں کمر بستہ کی۔ ذرہ شرم نہیں کی۔ کہ اس واقعہ کے تو صدہا آدمی گواہ ہیں۔ وہ کیا کہیں گے۔ اس طرح تو آئندہ مولویوں کا اعتبار اٹھ جائے گا۔ اگر درحقیقت اس شیخ بٹالوی کو کرسی ملی تھی۔ اور صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر نے بڑے اکرام اور اعزاز سے اپنے پاس ان کو کرسی پر بٹھا لیا تھا۔ تو پتہ دینا چاہئے۔ کہ وہ کرسی کہاں بچھائی گئی تھی۔ شیخ مذکور کو معلوم ہو گا۔ کہ میری کرسی صاحب ڈپٹی کمشنر کے بائیں طرف تھی۔ اور دائیں طرف صاحب ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ کی کرسی تھی۔ اور اسی طرف ایک کرسی پر ڈاکٹر کلارک تھا۔

اب دکھلانا چاہئے۔ کہ کونسی جگہ تھی جس میں شیخ محمد حسین بٹالوی کے لئے کرسی بچھائی گئی تھی۔ سچ تو یہ ہے۔ کہ جھوٹ بولنے سے مرنا بہتر ہے۔ اس شخص نے میری ذلت چاہی تھی۔ اور اسی جوش میں پادریوں کا ساتھ کیا۔ خدا نے اس کو عین عدالت میں ذلیل کیا۔ یہ حق کی مخالفت کا نتیجہ ہے۔ اور یہ راست باز کی عداوت کا ثمرہ ہے۔ اگر اس بیان میں نعوذ باللہ میں نے جھوٹ بولا ہے۔ تو طریق تصفیہ دو ہیں۔

اوّل یہ کہ شیخ مذکور ہر ایک صاحب سے جو ذکر کئے گئے ہیں حلفی رقعہ طلب کرے۔ جس میں قسم کھا کر میرے بیان کا انکار کیا ہو۔ اور جب ایسی حلفی رقعے جمع ہو جائیں۔ تو ایک جلسہ بمقام بٹالہ کرکے مجھ کو طلب کرے میں شوق سے ایسے جلسہ میں حاضر ہو جاؤں گا۔ میں ایسے شخص کے رقعہ کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ جس نے حلفاً اپنے رقعہ میں یہ بیان کیا ہو۔ کہ محمد حسین نے کرسی نہیں مانگی۔ اور نہ اس کو کوئی جھڑکی ملی۔ بلکہ عزت کے ساتھ کرسی پر بٹھایا گیا۔ شیخ مذکور کو خوب یاد رہے۔ کہ کوئی شخص اس کے لئے اپنا ایمان ضائع نہیں کرے گا۔ اور ہرگز ہرگز ممکن نہ ہوگا۔ کہ کوئی شخص اشخاص مذکورین میں سے اس کے دعوے باطل کی تائید میں قسم کھاوے۔ واقعات صحیحہ کو چھپانا بے ایمانوں کا کام ہے۔ پھر کیوں کر کوئی معزز شیخ بٹالوی کے لئے مرتکب اس گناہ کا ہوگا۔ اور اگر شیخ بٹالوی کو یہ جلسہ منظور نہیں تو

دوسرا طریق تصفیہ یہ ہے۔ کہ بلا توقف ازالہ حیثیت عرفی میں میرے پر نالش کرے۔ کیونکہ اس سے زیادہ اور کیا ازالہ حیثیت عرفی ہوگا۔ کہ عدالت نے اُس کو کرسی دی۔ اور میں نے بجائے کرسی جھڑکیاں بیان کیں۔ اور عدالت نے قبول کیا کہ وہ اور اس کا باپ کرسی نشین رئیس ہیں۔ اور میں نے اُس کا انکار کیا۔ اور استغاثہ میں وہ یہ لکھا سکتا ہے۔ کہ مجھے عدالت ڈگلس صاحب بہادر میں کرسی ملی تھی۔ اور کوئی جھڑکی نہیں ملی۔ اور اس شخص نے عام اشاعت کر دی ہے۔ کہ مانگنے پر بھی کرسی نہیں ملی۔ بلکہ جھڑکیاں ملیں۔ اور ایسا ہی استغاثہ میں یہ بھی لکھوا سکتا ہے۔ کہ مجھے قدیم سے عدالت میں کرسی ملتی تھی۔ اور ضلع کے کرسی نشینوں میں میرا نام درج ہے۔ اور میرے باپ کا نام بھی درج تھا۔ لیکن اس شخص نے ان سب باتوں سے انکار کرکے خلاف واقعہ بیان کیا ہے۔ پھر عدالت خود تحقیقات کر لے گی۔ کہ آپ کو کرسی کی طلب کے وقت کرسی ملی تھی۔ یا جھڑکیاں ملی تھیں۔ اور دفتر سے معلوم کر لیا جائے گا۔ کہ آپ اور آپ کے والد صاحب کب سے کرسی نشین رئیس شمار کئے گئے ہیں۔ کیونکہ سرکاری دفتر میں ہمیشہ ایسے کاغذات موجود رہتے ہیں۔ جن میں کرسی نشین رئیسوں کا نام درج ہوتا ہے۔ اگر شیخ مذکور نے ان دونوں طریق تصفیہ میں سے کوئی طریق اختیار نہ کیا۔ تو پھر ناچار ہمارا یہی قول ہے کہ

لعنۃ اللہ علی الکاذبین - زیادہ کیا لکھیں۔

اور یاد رہے کہ ہمیں بالطبع نفرت تھی۔ کہ ایسے ایک فضول معاملہ میں قلم اٹھائیں۔ اور ذاتیات کے جھگڑوں میں اپنے تئیں ڈالیں۔ اور اگر شیخ محمد حسین بٹالوی صرف اسی قدر جھوٹ پر کفایت کرتا۔ کہ مجالس میں ہمارا ذکر درمیان نہ لاتا۔ اور صرف اپنی پردہ پوشی کے لئے کرسی مانگنے کے معاملہ سے انکار کرتا رہتا۔ تو ہمیں کچھ ضرورت نہ تھی۔ کہ اصل حقیقت کو پبلک پر کھولتے۔ لیکن اس نے نہایت خیرگی اختیار کرکے ہر ایک مجلس میں ہماری تکذیب شروع کی اور سراسر افترا سے میری نسبت یہ دعویٰ کیا۔ کہ یہ شخص کاذب ہے۔ اور اس نے میرے پر کرسی کے معاملہ میں جھوٹ باندھا ہے۔ اور اس طرح پر عوام کے دلوں پر اثر ڈالنا چاہا۔ تب ہم نے اُس کے اس دروغ کو اکثر نادانوں کے دلوں پر موثر دیکھ کر محض حق کی حمایت میں یہ اشتہار لکھا۔ تا بعض ناواقف ایک راست گو کو جھوٹا سمجھ کر ہلاک نہ ہو جائیں اور تا اُس کی بیہودہ جالی تقریریں حقانی سلسلہ کی راہزن نہ ہوں غرض اسی ضرورت کی وجہ سے ہمیں اس کے اس مکروہ جھوٹ کو کھولنا پڑا۔

بالآخر یہ بھی یاد رہے۔ کہ وہ شیخ محمد حسین بٹالوی کا میرے پاس موجود ہے۔ جو آج یکم مارچ ۱۸۹۸ء کو بٹالہ سے اس نے بھیجا ہے۔ جس میں میرے بیان کرسی نہ ملنے اور جھڑکی کھانے سے صفا انکار کیا ہے۔ اور ایسا ہی ان لوگوں کے خط بھی محفوظ ہیں جن کے روبرو اسی طرح کی دروغ گوئی سے اس واقعہ کو پوشیدہ کرنا چاہا ہے۔ جیسا کہ اوپر لکھ چکا ہوں۔ اور میں مناسب دیکھتا ہوں۔ کہ ان معزز گواہوں کے نام بھی اس جگہ درج کر دوں جنہوں نے واقعہ مذکورہ بالا کو بچشم خود دیکھا اور بالعین موقعہ پر سنا۔ اور جو کچہری میں حاضر تھے۔ اور وہ یہ ہیں۔

(حضرت **امامنا و امام المسلمین** (ایدہ اللہ بروح الامین) نے فہرست اسماء درج فرمائی۔ ہم صرف تعداد پر اکتفا کرتے ہیں۔ ایڈیٹر) **تعداد ۱۰۳۔**

المشتہر مرزا غلام احمد از قادیان ضلع گورداسپور

۲ مارچ ۱۸۹۸ء۔

سیٹھ صالح محمد حاجی اللہ رکھا مدراس سے مندرجہ ذیل دعائیہ شوقیہ شعر حضرت اقدس امام ہمام کی مدح میں بھیجتے ہیں

سایہ گستر اے بہار بر دل شیدائے ما
حضرت مہدی علیبنا مرزائے ما

سرمن (خطبہ)

ذیل میں ہم اپنے **واجب الاحترام مخدوم** مولانا مولوی **عبدالکریم** صاحب سیالکوٹی کا ایک **سرمن** درج کرتے ہیں۔ جو آپ نے ایک جمعہ میں بیان فرمایا۔ اس خطبہ کا زیادہ حظ اور لطف اس صورت میں بخوبی آئے گا۔ جب وہ **مولانا ممدوح** کو گویا اپنے سامنے **ممبر** پر بولتا ہوا تصور کریں گے ✤ ایڈیٹر

سفینۃ النوح یا کشتی بیعت

واصنع الفلک باعیننا ووحینا ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انہم مغرقون۔ سورۃ ھود ۲

تو ہمارے سامنے اور ہمارے حکم سے کشتی بنا اور ان بدکاروں اور شریروں کی بابت ہم سے ذکر نہ کر۔ اور اُن ظالموں کی نسبت بات چیت نہ کر۔ یہ اپنی شرارتوں اور شیطنتوں کا مزا چکھیں گے۔ اور یقینا یقیناً غرق ہو جائیں گے

نوح علیہ السلام نے اللہ تعالےٰ کے اس ارشاد کے موافق کشتی بنانی شروع کی۔ منکر اس کو دیکھ کر تمسخر کرتے۔ اور ہنسی اڑاتے۔ مگر نوح علیہ السلام اُن سے کہدیتے۔ کہ سنو! تم بھی ٹھٹھا کرتے ہو۔ ہم بھی ٹھٹھا کرتے ہیں۔ رہنے دو تم میری اس حرکت پر ہنسی اڑاتے ہو۔ اور اس کو مخول اور فضول قرار دیتے ہو۔ اور میں تمہاری اس حماقت اور عجب پر ہنستا ہوں۔ کہ تم خدا تعالیٰ کی باتوں کو کس دل اور گردے کے ساتھ لغو قرار دیتے ہو۔ لیکن یاد رکھو۔ اور خوب یاد رکھو۔ کہ وہ وقت عنقریب آتا ہے۔ کہ ثابت ہو جائیگا کہ ٹھٹھا کرنے میں کون سچا تھا؟ تم یا میں۔ تم اپنی آنکھوں سے دیکھ لوگے۔ کہ ایک عذاب آسمان سے اتر کر بے ایمانوں کو ذلیل اور رسوا کر دے گا۔ ہاں وہ دائمی عذاب جو موجب عبرت ہے ظالموں اور شریروں کو بھسم کر جائیگا۔

یہ قصص جو قرآن کریم میں وارد ہوئے ہیں۔ ہمارے لئے عبرت اور نصیحت ہیں۔ ہم کو ہمیشہ ان سے سبق لینا چاہئے اور اساطیر الاولین کہنے والوں کی طرح صرف داستان اور کہانی قرار دینا نہ چاہئے۔ کہ یہ موسیٰ کی داستان اور یہ فرعون کا قصہ ہے۔ اگر ہم بھی اُن قصص کو جو موجب ہدایت ہیں۔ اُسی نظر یا اُسی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ جس نگاہ سے مشرکین عرب نے دیکھا۔ تو افسوس سے کہنا ہوگا۔ کہ ہم بھی اساطیر الاولین کہنے والوں سے زیادہ وقعت نہیں دیتے ہیں۔ میں پھر کہتا ہوں۔ کہ یہ مرغوب ذہن نشین کر لو۔ کہ خدا کی سچی اور ہمیشہ قائم رہنے والی کتاب میں یہ قصے عبرت کے لئے ہیں تاکہ سعادت اور رشد کی راہیں کھلیں۔ تا معلوم ہو کہ کوئی مشرک قوم کس چال پر چلی۔ اور اُس کا نتیجہ کیا ہوا؟ اس پر انعام ہوا یا غضب کا آسمان اس پر ٹوٹ پڑا۔ پس ان قصص کو سرسری نگاہ اور معمولی نظر سے نہ دیکھو۔ بلکہ اُن سے پورا پورا سبق لو۔ تا ایسا نہ ہو۔ کہ اس بے اعتنائی کی وجہ سے ہلاکت کے وارث ٹھیر جاؤ۔

ذرا غور تو کرو۔ کہ یہ کیسا واقعہ عجیب ہے۔ نوح کو حکم ہوتا ہے۔ تو کشتی بنا۔ بظاہر حالت ایسی ہے۔ کہ آسمان پر کوئی بادل گھرا ہوا نہیں جس سے عام آدمی معمولی نگاہ کا شخص بھی یہ خیال کر سکے۔ کہ طوفان عظیم آنیوالا ہے کیونکہ اس وقت بیرومیٹر اور ہواؤں کی پیمانہ شناسی کا محکمہ نہ تھا۔ جس سے پتہ لگ سکتا۔ کہ طوفان کے آثار ہیں۔ **موسمون** کے حالات سے کوئی آگاہ نہ تھا۔ پھر ایسے وقت میں کہ کسی قسم کا خطرہ یا اندیشہ حتی کہ خیال تک بھی آنے والے طوفان کا ذہن میں نہ آسکتا تھا۔ ایک مرد صادق یعنی نوح کشتی بناتا ہے۔ ایسی حالت میں کہ آسمان پر کوئی بادل گھرا ہوا نہیں۔ زمین پر کوئی ندی یا نالہ قریب پڑا ہوا نہیں۔ جس کی طغیانی ایک طوفان عظیم کر دے۔ اب فطرتاً شورہ پشت اور ٹھٹھے کرنے والے لوگ نوح کو دیکھتے ہیں۔ اور ہنسی کرتے ہیں اور ٹھٹھے مار کر کہتے ہیں۔ **بڈھے کو کیا ہو گیا؟** آسمان پر بادل کا نشان نہیں۔ کوئی سوتا اور چشمہ یا دریا پاس نہیں زمین نشیب میں نہیں۔ جو طوفان آئے۔ اور آئے تو موجب ہلاکت ہو۔

بے شک بیوقوفوں اور زمینی خیالات کے انسانوں کی نظر یہیں تک پہونچ سکتی ہے۔ وہ کیا جانیں کہ کوئی فوق الفوق طاقت اور زبردست ہاتھ بھی ہے۔ جو ایک آن کی آن میں ہر زندہ ہستی کو نابود کر سکتا ہے۔

میں کہتا ہوں۔ کہ خدا کی باتوں پر ہنسنے والے بیوقوف اور اُس کے برگزیدوں پر ٹھٹھا مارنے والے احمق کب سوچ سکتے ہیں۔ کہ کشتی بنانے والا حق پر ہے۔ مگر دیکھو کچھ آدمی خواہ ایک دو ہی سہی۔ ایسے بھی تو ہیں۔ جو اس کام کو عبث اور لغو نہیں سمجھتے۔ اور کہتے ہیں۔ کہ **خدا کا مرد** لغو کام نہیں کرتا۔ وہ اُس کو صادق مانتے اور اُس کی باتوں کو سچ سمجھتے ہیں۔ اُن کے پاس کیا دلیل ہے؟ وہ کن چیزوں سے اندازہ کر سکتے ہیں؟ بیشک اُن کے پاس اندازہ اور پیمانہ تھا۔ میٹرالوجیکل محکمے غلطی کر سکتے ہیں اور کرتے ہیں۔ اور کریں گے۔ مگر وہ پیمانہ غلطی نہیں کرتا۔ وہ پیمانہ کیا ہے؟ **ایمان۔ ایمان بالغیب۔ حسن ظن اور صبر۔** نوح علیہ السلام کے پاس بیٹھ کر اُس کے خط وخال اُس کے چال چلن کو دیکھ کر اندر ہی اندر ایمان اُس کے حکیمانہ فعل پر ہو گیا۔ کہ نوح کا یہ فعل خدا کا فعل ہے۔ اگر یادی پیمانہ اور ظاہری نظر ہی ٹھیک پیمانہ ہوتی۔ اور بصیرت اور معرفت کا کوئی حصہ وہ نہ پاتے۔ تو ٹھٹھے بازوں کی نظر بھی تو اس **کاٹھ** کی لکڑی اور اوزاروں پر پڑتی تھی۔ اور ایماندار اور خدا کی باتوں کو مان لینے والے بھی ان ظاہری سازوسامان کو دیکھتے تھے۔ شریر منکر ہیں۔ کہ ٹھٹھا مارتے اور ہنسی اڑاتے ہیں۔ اور خداترس ایماندار ہیں۔ کہ اُن کو اُس کشتی کی ساخت میں خدا کے غضب کے آثار نظر آتے ہیں۔ اور وہ اندر ہی اندر آنیوالے عذاب سے ترساں اور لرزاں ہیں۔ او! احمق اپنی عیش کو دائمی سرور سمجھتا ہے۔ اور اپنی خوشیوں کو پائدار اور یقینی سمجھتا ہے۔ مگر نہیں جانتا۔ کہ ہلاکت کے دن قریب ہیں ✤

مگر وہ خدا کا مامور صادق نوح ؑ اُن سے کہتا ہے۔

فسوف تعلمون ۱۲

اے ٹھٹھے باز قوم عنقریب وہ وقت آتا ہے۔ کہ خدا جبر قوم کو رسوا اور ذلیل کرے گا۔ وہ ذلیل شدہ قوم خدا کے غضب کے نیچے آئی ہوئی شریر قوم خود ظاہر کر دیگی۔ کہ ٹھٹھا مخول کس کے شایاں تھا۔ آیا یہ میرا حق تھا۔ کہ میں تمہاری نادانی اور ہٹ پر ہنسوں یا تمہارا۔ آخر لمبی دوڑ میں نتیجہ نے نوح کی راستی ثابت کر دی اور دکھا دیا۔ کہ سچ مچ نوح ہی کا ہنسی کرنا ہی بجا تھا۔

جب سے مسکرا کر اپنی عقل پر بھروسہ کر کے آسمانی عقل پر ہنستے تھے۔ آخر زمانے نے فیصلہ کر دیا۔ اور دنیا نے دکھلا دیا۔ کہ شریر اور ظالم ہلاکت کا طعمہ ہو گئے۔ اس عجیب واقعہ نے دکھلا دیا۔ کہ اگر کسی زمانے میں کوئی شخص کہے۔ کہ طوفان آنیوالا ہے۔ اور میں کشتی بناتا ہوں۔ اور یاد رکھو۔ کہ کوئی ذریعہ کام نہ دے گا۔ اور کوئی صورت بچاؤ اور رستگاری کی نہ ہو گی۔ مگر وہی جو میں بتلاتا ہوں تو اس وقت لازم ہے۔ کہ حسن ظن۔ ایمان بالغیب اور صبر سے کام لیا جائے۔ نہ ان نشتا کاروں کی ... ... سباب پر بھروسہ کرنے والے منکروں کی طرح ٹھٹھے بازی اور تمسخر کے لئے زبان کشائی کی جائے۔ ورنہ نتیجہ وہی ہو گا۔ جو نوح پر ہنسنے والے ناپاک شریروں نے دیکھا۔ اور عالم کو دکھایا۔ میں کہتا ہوں۔ خوب یاد رکھو کہ سشہودی اور معمولی ثبوت دو اور دو چار کی طرح ثبوت چاہنے والے ساحل نجات پر نہیں پہنچیں گے۔ وہ ضرور ضرور ہلاک ہوں گے۔ سنو! میں اب کہتا ہوں کہ ٹھیک ایسی ہی ایک آواز ہاں بالکل انہی الفاظ میں ذرا سی تبدیلی کے بھی بغیر ۱۸۹۹ء میں ہندوستان کے ہر چہار کونوں میں گونجی۔ اس آواز نے انہی الفاظ میں کہا۔ کہ خدا نے مجھے کہا ہے۔ کہ تو ہمارے سامنے اور ہمارے حکم سے کشتی بنا۔ براہین احمدیہ میں بھی یہی صدا درج ہے۔ اور اس کشتی بنانے والے کا نام خدا نے ہاں خود خدا نے نوح رکھا ہے۔ ضلالت اور بے دینی کے ہلاک کر دینے والے طوفان میں رستگاری اور نجات کا ذریعہ یہی ہے۔ وہ کون ہے؟ وہ امام اس زمانہ کا مجدد اور مہدی ہے۔ اس پر میری طرف سے اور تمام سننے والوں اور مسلمانوں اور ملائکہ کی طرف سے اس قبولیت کی گھڑی میں کیونکہ خطبہ کی گھڑی قبولیت کی گھڑی ماثور ہے۔ صلوٰۃ اور سلام ہو (آمین) اس امام نے اس زمانہ کے نوح نے طوفان ضلالت سے بچانے کے لئے بیعت کی کشتی تیار کی۔ اس نے کہا کہ میں دنیا کے لئے حصن حصین ہوں۔ خطرناک موجوں سے نجات پانے کے لئے اس مضبوط قلعہ میں آؤ ہاں میرے پاس آؤ۔ ظالم انکار کرنے والا اور میری باتوں پر ہنسنے والا ہلاک ہو گا اب احمق ناعاقبت اندیش کہتا ہے۔ کہاں ہے سمندر کہاں ہے پانی۔ احمق! او نادان تیری زبان تجھے اسی

طرف متوجہ کرتی ... ... نادان نے نوح علیہ السلام سے کی۔ میں ان لوگوں کو مبارکباد دیتا ہوں۔ جو اس کشتی پر جو خدا کے حکم سے خود خدا کی نگرانی اور نظر میں طیار ہوئی۔ سوار ہو گئے۔ مبارک ہیں۔ وہ جو آنے والے طوفان سے نجات پاتے ہیں۔ لیکن یاد رکھو۔ اور میری بات کو غور سے سن لو۔ نہ صرف سن لو۔ بلکہ خوب یاد رکھو۔ کہ اس کشتی پر سوار ہو کر نجات پانے کا حق دار وہی ہے۔ جو خدا کی نگاہ میں حق دار ہو گا۔ اور وہ وہی ہے جس کے دل میں سچا تقویٰ اور طہارت ہو گی۔ جو اللہ تعالےٰ کے اوامر کی تعمیل کرتے۔ اور نہی سے باز رہتے ہیں۔ وہی ہیں۔ جو اس پر بیٹھ سکتے ہیں۔ اور ساحل نجات تک پہونچ سکتے ہیں۔ اور اگر کوئی کود کر بظاہر بیٹھ بھی جاوے تو میں یقیناً کہتا ہوں۔ کہ وہ نجات کی کشتی پر سوار ہو کر بھی موج خیز طوفان میں گر کر پاش پاش ہو گا۔ میں آخر میں دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالےٰ مجھے اور اس کلام کے سننے اور پڑھنے والوں) کو سچا تقوےٰ اور حقیقی طہارت عنایت کرے۔ اور آنے والے طوفان سے جو فسق و فجور اور معصیت کا بلا خیز طوفان ہے۔ امن میں رکھے آمین

دنیوی سواریوں میں جیسے ریل گاڑی ہے۔ سوار ہونے سے پہلے ٹکٹ لینا پڑتا اور اور عملہ محتار کو دکھانا پڑتا ہے مگر الٰہی کشتی کی سنت اس کے خلاف ہے۔ ان میں بلا ٹکٹ پڑتال صحیح کے جوق جوق لوگ سوار ہو جاتے ہیں۔ اور جب کشتی امواج و ذخار دریا کے منجدھار میں پہنچتی ہے۔ اس وقت ہم سے اخلاص اور بے ریا و بے نفاق ایمان اور تقوے کا ٹکٹ پوچھا جاتا ہے۔ آخر تہی دست نکلنے پر بڑی ذلت سے کشتی سے راندہ کیا جاتا ہے۔ اور سچ تو یہ ہے۔ کہ خاتمہ تک ڈر ہی ڈر ہے

قادیان دارالامان کا ہفتہ

۱۔ موسم بدل چلا تھا کہیں قریب ہی اولے پڑ جانے کے باعث چند روز خوب سردی اور ٹھنڈی ہوا چلتی رہی۔

۲۔ ہولی کے باعث قادیان کے ہندو خوب ناک دھول اڑاتے رہے جدھر جاؤ نئے ملونگ نئی بھروپ کی نظر آئی۔ مرد ننگی عورتیں۔ عورتیں سی محنث۔ بنتے رہے اور بازاری آدمی ایسی تقریبوں کی نمبرداری کر امرد اور نو خیز لڑکوں کو نچاتے رہے ہم مذہبی خیال سے نہیں بلکہ سوسائٹی کے لحاظ سے کہتے ہیں۔ کہ اپنی لڑکوں کو زنانہ لباس پہنا کر نچانا نام نہیں

... ... بہت باپ پسند کرتا۔ گورنمنٹ کی قانون ایسے ہر بازار کا بی دیتا کس امن عامہ میں خلل سمجھا جاتا ہے۔ پھر نہیں معلوم ... کے پھر ڈھول کر کیوں مخالف امانت و فواحش بلند ہو کر نہیں روکا جاتا۔ اور اس پر تعجب ہے کہ نئی پود ... ... ہماری نظر آئی ... بھی ایسی جلوؤں میں حصہ لیتے ہوئے دیکھے گئے۔

۳۔ آریہ سماج نے ... ... اشتہار میں تبلایا کہ سالانہ جلسہ ہے۔

۴۔ ایک طرف قادیان دارالامان کے باشندے ایک ... کا ہے اور دوسری طرف مسلمانوں کی بھی خوشی کی تقریب عید کا نظارہ قابل دید تھا۔ دو ہزار سے زیادہ اشخاص جمع تھے۔ حضور اقدس نے نماز عید سے پہلے ایک بد مخلص کی ماں کا جو اسی روز دارالبقا کو سدھاری جنازہ پڑھا۔ اور اس کی مغفرت کیلئے دعا مانگی۔ پھر مولوی سید محمد احسن صاحب امروہی نے نماز عید پڑھائی۔ مسلمانوں نے جو قادیان کے علاوہ پاس کے دیہات سے آ گئے تھے۔ نہایت شوق اور حفاظت سے عید کی نماز ادا کی

۵۔ رمضان کے مہینے سے لیکر آج تک کوئی سو آسو کے قریب دیگر کئی آدمیوں نے حضرت اقدس کے ہاتھ پر بیعت کی ہر جمعہ کو بیس آدمی بیعت ہوتے ہیں۔ (الہم زد فزد) لوگوں میں عام تحریک چلی ہے۔ خدا کے ملائکہ کام خود کر رہے ہیں جیسا کہ حضرت اقدس نے کسی موقع پر لکھا ہے۔ حضرت مولانا مولوی عبدالکریم صاحب کے صدق آمیز وعظ کا بھی بڑا اثر ہے۔ اصل یہ ہے کہ سخن کز دل برون آید نشیند لاجرم بر دل خدا مولوی صاحب کو جزائے خیر دے۔ آمین۔

۶۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب کا درس قرآن بدستور جاری ہے۔ اور چشمہ فیض قرآنی کا اثر ساری ہے۔

۷۔ نئے مہمان۔ جھنگ۔ امرتسر۔ لدھیانہ سے چند احباب حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

۸۔ ۵ مارچ ۱۸۹۸ء کو علی الصباح سیٹھ عبدالرحمن حاجی اللہ رکھا اور سیٹھ آدم اسمٰعیل صاحب اپنے وطن کو روانہ ہوئے۔ حضرت اقدس ایسی شفقت اور محبت سے جو ایک مہربان باپ کو اولاد سے ہوتی ہے کچھ فاصلہ تک چھوڑنے گئے۔ بہت سے احباب ہمراہ تھے۔

۹۔ نئی تالیفات و تصنیفات۔ حضرت اقدس نے اس ہفتہ میں ایک اشتہار محمد حسین بٹالوی کے متعلق شائع کیا۔ جو آپکے اخبار میں درج ہے۔ اور ایک درخواست گورنمنٹ کی خدمت میں اردو انگریزی میں چھپوا کر ارسال فرمائی۔ جسکا منشاء اور خلاصہ یہ ہے کہ انکی پاک جماعت ایک امن اور سلامتی کی قدر کرنیوالی جماعت ہے۔

مسک العارف یعنی چہل حدیث زیر طبع ہے۔

سورۃ تبت کی تفسیر قریب الختم۔ قیمت ۲ فی جلد ہمارے ذی مقدرت احباب کثرت سے خرید تقسیم کریں جلدی درخواستیں بھیجیں ورنہ من بعد دوسرا ایڈیشن کا انتظار کرنا ہوگا۔ حضرت اقدس طاعون کے متعلق ایک رسالہ لکھ رہے ہیں اور رسالہ الدعاء والاصطفا بھی زیر تصنیف ہے۔ ہر دو رسالے نور اور ہدایت مجسم ہوں گے

مکاتیب دلچسپ

پچھلے اشو میں جو مکتوبات امام الزمان سلمہ الرحمن درج ہوئے ہیں۔ وہ ہمارے صادق دوست منشی محمد صادق زادہ اللہ بروح منہ اور سب سے زیادہ منشی ظفر احمد صاحب سلمہ ربہ کی سعی کا نتیجہ ہیں۔ ہم اپنے ناظرین سے التماس کرتے ہیں کہ اگر اُن کے پاس کوئی مکتوب امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہو۔ وہ ہمارے پاس بھیجیں یا اس کی نقل بھیجدیں۔ تاکہ اندراج اخبار کے لئے ہم کو سہولت ہو۔

آج ہم ذیل میں اپنے واجب التکریم مخدوم مولانا عبد الکریم صاحب سیالکوٹی کا ایک مکتوب درج کرتے ہیں جو اُنہوں نے اپنے ایک سیالکوٹی دوست کو تعزیت نامہ کی شکل میں لکھا ہے۔ اس سے ناظرین اور ہمارے مخالفین خصوصاً اندازہ کرنے کے قابل ہو سکیں گے کہ امام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تعلق پیدا کرنے والے لوگوں کی ہر ایک بات محض خدا ہی کے لئے ہو جاتی ہے۔ اور ہر امر میں خدا ہی اُن کا مقصود بالذات ہو جاتا ہے۔ بہر حال وہ خط یہ ہے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مجھے سیالکوٹ سے سخت غم انگیز خبر ملی ہے۔ کہ آپ کے والد ماجد صاحب چلک اس دار فانی سے گذر گئے۔ خدا تعالیٰ اُن کو اپنی بے حد رحمت کے سایہ میں جگہ دے۔ چونکہ مرحوم چوہدری صاحب کو مجھ سے خصوصاً ایک ایمانی تعلق تھا۔ میں انشاء اللہ اُن کے لئے سوز دل سے دعا کرونگا۔

اگرچہ ایسے سانحہ پر ایک تسلی بخش کا منصب اختیار کرنے سے میرا دل مجھے خود شرمندہ کرتا ہے۔ کہ میں چاہوں کہ ایسے لائق رحیم باپ کی وفات پر آپ ضعیف سا صدمہ بھی ... بلکہ میں تو صاف صاف اس اثر کو ... تا ہوں۔ کہ مرحوم کی مفارقت اس قابل ہے کہ کبھی بھی مندمل نہ ہو سکنے والا زخم اُن کے درماندگاں کے دلوں میں پیدا کرے۔ مگر خدا تعالیٰ کی جاری سنت پکار کر کہتی ہے۔ کہ اے ناشکیب! تو جو سر ادوسر دن پر کیا سر دھنتا ہے اپنے گور دکفن کے فکر میں مصروف ہو۔ کہ اب عنقریب تیری باری ہے۔ مرحوم کی روح سے نیکی کرنا۔ مرحوم کو آسمانی انجمن میں منتظر کرنا کہ وہ فرزند رشید دنیا میں چھوڑ گیا ہے۔ لائق بیٹے کا فرض ہے۔ میرا اعتقاد ہے۔ کہ لائق بیٹے کو اب ایسی جگہ پر کھڑا ہونا ہوگا۔ جس کا وہ قبل اس کے ازراہ پیش بینی اندازہ بھی نہیں کر سکتا تھا۔

ہماری پاک شریعت نے ثواب پہونچانے کے کئی طریق بتائے ہیں۔ صدقات جاریہ کے کئی اقسام ہیں اور دعائے مغفرت مانگنا۔ دعا بڑی مقبول اور اہم چیز ہے۔ مگر اس کے لئے چاہیئے۔ کہ داعی اپنے اندر صلاحیت قبولیت پیدا کرے۔ اور یہ بجز صادق تقویٰ اور راسخ ایمان کے پیدا ہونا ممکن ہے۔ اور یہ صفات بجز صادقین متقین کی معیت اختیار کرنے کے حاصل نہیں ہو سکتیں۔ میرے دل میں کئی دنوں سے جوش پیدا ہو رہا تھا۔ کہ میں آپ کو تبلیغ کروں۔ کہ آپ اس راہ پر مردانہ قدم مارنے کے لئے نکلیں۔ اب اس تحریک میں اس سانحہ سے اور بھی ترقی ہو گئی۔ آپ جانتے ہیں کہ آپ کے والد صاحب امام زمان کے وجود سے عدم شناختہ اور ایک سادگی کے عالم میں گذر گئے۔ اور زندگی میں حق تھا کہ وہ شناخت کرتے اور موقع اور وقت بھی کافی ملا تھا مگر وہ توفیق نہ پا سکے۔ لیکن یہ شکر ہے۔ کہ وہ ایک سادہ غفلت کی حالت میں اُٹھے ہیں۔ ایک منکر اور مکفر کی صورت میں نہیں گئے۔ اب آپ روح وجسم میں اُن کے خلف الرشید اور خلیفہ ہیں۔ اُس کمی کو آپ پورا کریں۔ کہ گر پدر نتواند پسر تمام کند۔

میرا دلی اعتقاد ہے کہ آپ رشید اور سعید ہیں۔ اور اسی لئے خدا تعالیٰ نے آپ کی دستگیری کی کہ آپ نے ایک مدت تک خدا تعالیٰ کا کلام مجھ سے سنا۔ میں یہ گمان کرنا بھی نہیں چاہتا کہ آپ کو اس راستی کی گواہی میں ابھی کوئی تامل ہے۔ اس لئے کہ آپ اب تک آسمانی نور کو شناخت نہیں کر سکے۔ مجھے یہ یقین کر لینا چاہیئے۔ کہ خدا تعالیٰ نے آپ کو اس قدر بصیرت دی ہے۔ کہ آپ بہت دنوں سے حق کا سراغ لگا چکے ہیں۔ پھر اس میں کیوں دیر ہو۔ کہ آپ علانیہ شاہدین میں مکتوب ہو جائیں۔ ایک قوم ہے۔ اور آپ انہیں خوب جانتے ہیں۔ جو دن کے اطراف میں اور رات کے آناء میں پکار پکار کر کہتے ہیں۔ اور وہ اس اعتراف میں اپنی جانوں میں شرمندہ نہیں ہیں۔ ربنا آمنا بما انزلت واتبعنا الرسول فاکتبنا مع الشاھدین۔ پروردگار! ہم تیرے اتارے پر ایمان لائے اور اس فرستادہ کے پیچھے ہوئے۔ اب ہم نہیں چاہتے کہ اس امر کو مخفی رکھیں۔ اور دلی اعتقاد پر کفایت کریں۔ سو تو ہمیں اُن لوگوں کی فہرست میں درج کرلے۔ جنہوں نے علانیہ مرد میدان بن کر اُس سچائی کی گواہی دی۔ اور اپنی عملی کارگذاریوں سے اپنے اندرونی اعتقاد کی سچائی پر مہر کر دی۔

بہت لوگ ضعیف دل سے مخفی نیت پر اکتفا کرتے اور لوگوں میں نشانہ تیر ہونے کو ایک کام سمجھتے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کے نزدیک اُن کی نیت پر پشہ بھی وزن نہیں رکھتی۔ اس لئے کہ اخفا کے وجوہ و محرکات اور لوگوں سے ڈرنا اس اخلاص اور توحید کے مخالف پڑا ہے۔ جو ثواب اور اجر کی سر سبز جڑ ہے۔ اور اجر کی غلامی یہی ہے کہ ادھر سے کچھ کھوئے تو اس طرف سے پائے۔ اس مشرک ڈرپوک نے کھویا کیا ہے جس کا عوض پانے کی اس عالم الباطن خدا سے توقع ہے۔ اور درحقیقت کیسی شرم کی بات ہے۔ کہ جن سے ڈر کر یہ حق کا علانیہ اتباع نہیں کرتا۔ وہ تو بلا خوف کھلے کھلے باطل کی پیروی کرتے۔ اور روز روشن میں یہ بدکاریوں کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اور وہ اس سے ایسی حرکات کرتے ہوئے ایک لحظہ کے لئے بھی نہیں ڈرتے۔ مگر یہ ناخدا ترس مشرک اُنکے ڈر سے خدا کی رضا کی باتوں کو بھی اختیار نہیں کر سکتا۔

خدا کرے۔ کہ آپ میری مخلصانہ باتوں کو غور سے پڑھیں مجھے یہ خیال آتا ہے۔ کہ میں نے اپنے ڈھب کے چلن کے خلاف راہ لی ہے۔ کہاں تعزیت و تسلیت اور کہاں یہ داستان۔ مگر حق یہ ہے۔ کہ یہی حق ہے۔ ۱۲ فروری سنہ ۹۸ء

مکتوب ۲

مولانا عبد الکریم صاحب ایک خط میں لکھتے ہیں۔

مجھے آپکا خط پڑھ کر تشویش ہوئی۔ بار بار بخار کا عود کرنا بتاتا ہے۔ کہ طبع میں بخار کا مادہ موجود رہتا ہے۔ بہت ضروری بات ہے۔ کہ وہ نسخہ مولوی نور الدین صاحب کا جو بیٹے کچھ مدت ہوئی آپ کو لکھا تھا۔ ہفتہ میں تین چار مرتبہ استعمال کیا کریں میں آپ کے لئے بہت دعا کرونگا۔ اور خدا کا شکر ہے۔ کہ میں اپنی دعاؤں میں آپ کو یاد رکھتا ہوں۔ آج ظہر کے وقت حضرت امام صادق علیہ السلام کی پاک خدمت میں آپ کے لئے عرض کیا۔ اور با اصرار عرض کیا۔ یقیناً دعا کرینگے میری روحانی حالت اس دفعہ الحمد للہ بہت اچھی ہے مجھے ہمیشہ تڑپ رہتی تھی۔ کہ تہجد کی توفیق مل جائے۔

اور پہلی رات اُٹھتے ہیں دوران سر کا سخت خوف ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسیح موعود علیہ السلام کی برکت دعا سے توفیق بھی ملی۔ اور عافیت بھی۔ اب میں اس نماز میں خاص برکت اور قبول اور ذوق اور حضور محسوس کرتا ہوں یہ سب باتیں صحبت میں رہنے سے میسر آ ہی جاتی ہیں۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ انسان کی فطرت میں بے باکی اور شوخی کا ایسا مادہ رکھا ہے۔ کہ اُس کے اخلاق آرام اور امن اور عیش کے ایام میں خدا تعالیٰ سے بالکل غافل ہو جاتے ہیں۔ پھر جب اُس کی سنگ دلی اور غفلت اور بے حیائی اور خدا کی طرف سے پیٹھ پھیرنا حد تک پہونچ جاتے ہیں۔ ایسے وقت میں خوف دلانے والے روح میں گداز پیدا کرنے والے نشان دکھاتا ہے۔ چنانچہ قرآن شریف میں فرمایا ہے اخذنا هم بالبأساء والضرّاء لعلهم يضرعون۔ یعنے جب اُنکی شوخی اور اعراض حد سے بڑھ جاتا ہے پھر ہم اُن پر قحط اور وبا اور لڑائیاں بھیجتے ہیں۔ اور اس سے غرض یہ ہوتی ہے۔ کہ وہ فروتنی اور گریہ وزاری کی خصلت اپنے اندر پیدا کریں۔ ہمیں ہر روز امام صادق آنے والی بلاؤں سے بذریعہ تازہ تازہ الہامات کے ڈراتے اور شہوات کو انذار اور تخویف سے یوں تباہ کرتے ہیں جیسے آگ خس و خاشاک کو بھسم کر دیتی ہے۔ خدا تعالیٰ کا احسان ہے۔ کہ ہماری جماعت میں سابق کی نسبت صلاحیت اور تقویٰ اللہ بڑھتا جاتا ہے۔ آج تیسرا روز ہے۔ الہام ہوا کہ يوم تأتيك الغاشية يوم تجزى كل نفس بما كسبت۔ يوم تجزى كل نفس بما كسبت۔ یعنی ایک خوفناک غشی ڈالنے والا انسان کو چاروں طرف سے گھیرنے والا وقت آنے والا ہے۔ اس وقت ہر ایک شخص اپنے اعمال کے سبب سے نجات پائے گا۔ اُس وقت ہم ہر شخص کو اُنکے اعمال کے موافق جزا دیں گے۔ حضرت نے ان الہامات کے بعد جماعت کو بڑی تاکید کی۔ کہ تیاری کرو۔ نمازوں میں عاجزی کرو تہجد کی عادت ڈالو۔ تہجد میں رو رو کر دعائیں مانگو کہ خدا تعالیٰ گڑگڑانے والوں اور تقویٰ اختیار کرنے والوں کو ضائع نہیں کرتا۔ آپ بھی ضرور تہجد کی عادت ڈالیں۔ گھر میں بھی تاکید کریں۔ اور حقیقتاً یہ وقت ہماری جماعت کے لئے موسم بہار تھا۔ اس میں اگر کوئی شاخ برگ و بار نہ لائے۔ تو یقیناً وہ ایندھن ہے۔ جو آگ میں جھونکا جاویگا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی ترقی بھی خوفناک وقتوں ہی کے سبب سے ہوئی۔ جو لڑائیوں کی صورت میں اُنہیں پیش آئے۔

اب خدا تعالیٰ نے تو ہمیں اصلاح کے لئے اوقات کو وباؤں اور قحطوں اور جنگوں کی شکل میں بدل دیا۔ اور ضرور تھا کہ یوں ہی ہوتا۔ کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاک منہ کی باتیں پوری ہوں۔ خدا تعالیٰ نے تو سارے نشان ظاہر کر دئے۔ تو کہ آنکھ اور دل والے جان جائیں کہ آنے والا آگیا۔ مگر افسوس بدنصیب گروہ اب تک اس نور اور حق کی طرف سے غفلت اور استہزا میں زندگی بسر کر رہا ہے۔ پس ہم پر تو حجت پوری ہوگئی۔ اور ہم اس اعتراف ولبیک سے اپنے منہ آپ پکڑے گئے۔ اگر ہم نے کوئی تبدیلی نہیں کی۔ اور ہمارے پنہانی غیظ وغضب و شہوت اور چھپی بدکاریاں اور ظاہری شوخیاں اپنی ویسی ہی جوں کی توں رہیں۔ تو ہم اوروں کی نسبت دوگنا عذاب ہوگا۔ اور یہ ہمارے حق میں وبال و نکال ہوگا۔ کیونکہ ہم اپنی بدفعلیوں کی وجہ سے اُس کی توہین کا باعث ٹھہر گئے۔ اور ہماری چھپی بدکاریاں اس کی دعاؤں کی قبولیت کی راہ میں روک اور اُس کی ترقی میں ہماری جنایتیں اور فتنہ کا باعث بن گئیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کئی مرتبہ پاک سرزمین کا وعدہ ہوا۔ اور خدا تعالیٰ نے وعدہ کیا۔ مگر جماعت کی بدکاری اور بے حیائی اُس مرد خدا کی ناکامی کا باعث ہوئی۔ سو خدا تعالیٰ کا برگزیدہ اس جہاں سے اُٹھ گیا۔ اور وعدہ پورا نہوا۔ ہماری پاک کتاب میں تقویٰ کی بے حد قیدیں مختلف صیغوں میں اسی وجہ سے لگائی گئیں کہ پہلی قومیں عدم تقویٰ کے سبب سے عبرت انگیز نمونہ ٹھہر چکی تھیں۔ خدا تعالیٰ نے چونکہ رحمانیت سے مقدر کر رکھا تھا۔ کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پورے کامیاب ہوں۔ اُن کی جماعت کو وہ سچی طہارت اور تقویٰ نصیب کی جس کی نظیر بعد کے قرنوں میں ملنے محال کے قریب ہے۔ قرآن کریم اُن کی تبدیلی کا سچا ذکر کرکے دکھاتا ہے۔ کہ وہ جو ابناء اللہ کہلاتے اور احباء اللہ ہونے کا دم مارتے ہیں۔ کیوں مغضوب و مخذول ہوئے۔ اور مسلمان کس سند کی وجہ سے منصور و مؤید ہوئے۔ بہت بڑی اور کامل کلید جس سے صحابہ نے دنیا کی سربستگیوں کو کھولا اور تنگ جگہوں اور مہلک راہوں میں خدا تعالیٰ نے اُنہیں مخرج عطا کیا۔ نماز کی سچی پابندی اور اسمیں خشوع کرنا تھا۔ میں نے قرآن کریم میں تدبر کرکے دیکھا ہے۔ کہ خدا تعالیٰ ہر سخت اور نازک وقت میں اندرونی حرب ہو یا بیرونی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کی پاک جماعت کو رجوع بہ نماز کرتا ہے۔ اور یہ ایسی صفت ہے۔ کہ تقویٰ اور خشیت اور خوف آخرت اسی سے پیدا ہوتے ہیں۔ ہمارے مبارک امام علیہ السلام بھی بار بار یہی وصیت فرماتے ہیں۔ کہ جماعت متقی بن جاوے۔ اور نمازوں میں خشوع وخضوع کی عادت کریں۔ اور ایک دن بڑے درد سے فرمایا۔ کہ اصلاح اور تقویٰ پیدا کرو۔ ایسا نہ ہو۔ کہ تم میری راہ میں روک بن جاؤ۔ اس دن میری حالت سخت غیر ہوگئی میں نے اپنے اندر دیکھا۔ تو کوئی اصلاح اور نیکی اپنے اندر نظر نہ آئی۔ اور میں سب سے آگے بڑھ کر بیٹھتا۔ بلکہ امام بنتا تھا۔ مجھے ہلاک کر دینے والا خوف دامنگیر ہوا۔ کہ کہیں میری معصیت کی وجہ سے اس الٰہی سلسلہ میں کوئی ہرج مرج پیدا نہ ہو۔ میں نے دعائیں کیں۔ اور کر رہا ہوں۔ اور اب امید کی خوشبو سونگھنے لگا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ مجھے دوسروں کی ٹھوکر کا باعث نہ بنائے گا۔ اس غرض سے ہمارے بھائیوں کو چاہیئے کہ اپنے سبھی کھاتوں کی پڑتال شروع کر دیں۔ کہ حساب کا وقت قریب آگیا ہے۔ اور ایسا نہ ہو۔ کہ سورج غروب ہو جاوے۔ اور ہمارا دن بالکل ضائع چلا جاوے.... یہ بالکل سچی بات ہے۔ کہ جس کے دو دن برابر ہوں۔ اُس نے نقصان اُٹھایا۔ خدا تعالیٰ مجھے اور آپ کو اور سب بھائیوں کو استقامت بخشے۔ آمین

عبدالکریم ۴ فروری ۱۸۹۸ء

قابل تقلید اظہار خوشی۔ ہمارے نوجوانوں کے فخر خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی نے اپنے امتحان قانونی پاس ہونے کی خوشی میں اخبار الحکم کے پانچ پرچے خرید کئے۔ جو اُن کے ارشاد کے موافق پانچ آدمیوں کے نام جاری کئے گئے۔ اس قسم کی تحریک سے ہم امید کرتے ہیں۔ کہ ہمارے نوجوانوں اور دیگر احباب کو الحکم کی سچی امداد کا ایک راستہ ہاتھ آگیا۔ خواجہ صاحب کی اس امداد پر ہم آپ کا شکریہ کرتے ہیں۔ اور دعا کرتے ہیں۔ کہ وہ اپنے ارادوں میں زیادہ کامیاب ہوں۔ تاکہ اوسی قدر امداد الحکم کو دے سکیں۔ آمین

ضرورت

میں کسی مسلم یا شریف پنجاب کی بیٹی نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ میرا ہونا ملی دس بارہ سچ پیرہ ہزار میں گزر ہی شیخ ہوں مجھ اسباب کی پرواہ نہیں گھرانہ کی کسی قوم کی دبلکہ ہر اس قید کو توڑنا چاہتا ہوں اگر باتباب مجھ سے مل کر بات کرنا چاہے تو مجھ سے مل سکتی ہے۔ خاکسار فضل الٰہی نوری معرفت منیجر الحکم قادیان دارالامان

ہم لٹاتے ہیں آج لعل و گہر نہ ہے کوئی اولاد مضطر

اعنی ہے حق میں ہر بشر کے بسر لعل عدیم ہے بڑھ کر

اظہار بشارت

ناظرین فہمی و قار طرز اشتہار و اسناد بیشمار سے کما حقہ اطمینان کر سکتے ہیں اور گندم نما جو فروش اشتہاریوں سے جو نہ طبیب ہیں نہ ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں بہا خیر خواہی عام اور راستبازی کا کام ہے مرد میدان بنکر آئیں شرطیہ آزمائیں جھوٹ کو سچا اور سچ کو جھوٹا بتائیں

شیخ نظام الدین حکیم

شفاخانہ امرتسر

باکمال — بے مثال — باکفایت — نتیجہ خیز

معیار صدافت

بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا کیجئے اور شرطیہ میں اقرارنامہ اسٹامپ لکھوایا جاتا ہے جس کو اس پر بھی یقین نہ آوے ۔ وہ چاہے لکھوالے اگر مراد پوری نہ ہو ۔ دوا کا خرچہ پیسہ بلکہ ہرجانہ جرمانہ لو صحت کے طالب لو اولاد آرزومندو یہ دولت نہ شی جاوے فضل خداداد کی شادی ہی عام مبارکباد ہو

اس خادم نے پایا کہ سو سالہ طبیہ تجربات و فقرا کا ملین و سیاحین کے خدمات سے ایسے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ آئے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں ۔ خصوصاً اولاد و فرزند نرینہ و حیات مولود و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں ۔ اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا ۔ مگر سہ خدا ہیچ انگشت یک ساں نہ کرد ۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں ۔ بزرگوں کے ارشاد سے فیض عام کا اشتہار ہے ۔ کہ ادویہ تو وہی ہوں گی ۔ مگر نمبر اول کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ ہے ۔ اور (۲) تونگر عہدہ دار خرچ دو چند سے دوائیں لے جائیں ۔ اور دلی مراد پائیں ۔ (۳) شرطیہ مابعد خرچ دوا دے کر رسید دستخطی لے ۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آئے بندہ کا حق ہے ۔ ورنہ واپس لے جائے ۔ (۴) شرطیہ مابعد خرچ دوا دے کر اقرارنامہ مدد و ماہ لکھدے ۔ بہ شرط پیدائش نرینہ بمیعاد معینہ ادا کرے ۔ ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے ۔ (۵) زر تصفیہ شدہ فیمابین معتبر شخص کے پاس برضامندی طرفین امانت رکھدیں ۔ بہ شرط کامیابی بندہ پائے ورنہ واپس لیں ۔ (۶) اس پر بھی اطمینان نہ ہو ۔ تو مچلکہ شرطیہ لکھائیں ۔ وقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چہار ماہ واجب الوصول ہو ۔ ورنہ ہرجانہ جرمانہ حسب قرارداد قبول ۔ فضل خداداد کی شادی ہر طرح کرا دی ۔ شرطیہ اقرارنامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد مسمار دی ۔ اگر علاج میں شک ہو تحقیق کر لو مراد پاتے پر دینا کس کو گراں ہے ۔ فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے ۔ جو گھر اس لعل سے منور نہیں ۔ وہ خانہ خراب ہے ۔ گھر نہیں ۔ سہ بیاد و شجرے کہ جس کا ثمر نہیں ۔ گمنام وہ نسب ہے کہ جس کا پسر نہیں ۔ کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص لاولدی ایک ٹکٹ بھیج کر منگوا لیجئے ۔ جن مایوسین نے زندگی دوبارہ پائی اور جنکی دلی مراد بر آئی ۔ ملاحظہ فرمائیے ۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے طریق استعمال دوا و غذا و پرہیز ٹکٹ ملحقہ دیکھنے سے واضح ہوگا ۔ والیان ریاست امرا حسب منشار خود شرائط مندرجہ سے مستثنے ہیں ۔

نمبر	نام مرض	رقم فیشگی	نمبر	نام مرض	رقم فیشگی	نمبر	نام مرض	رقم فیشگی	نمبر	نام مرض	رقم فیشگی
۱	جسکے اولاد نہ ہو	عـہ	۱۰	قوت رنج دوری	صہ	۱۹	لقوہ	عا	۲۸	نل اترنا	صہ
۲	جسکے اولاد چھوٹی عمر مرجائے	صہ	۱۱	سوزاک	صہ	۲۰	بھگندر	عا	۲۹	طول و عرض و عمق کو زائد	صہ
۳	جسکا حمل سہ ۔ ۸ ماہ گرجائے	صہ	۱۲	سرعت	عا	۲۱	ناسور آنکھ	عا	۳۰	شقۃ اسہال لانہ	عا
۴	جسکے لڑکیاں ہوں لڑکا نہو	ـہ	۱۳	نسبر باران	عا	۲۲	بواسیر خونی و بادی	صہ	۳۱	نزلہ و زکام	عا
۵	کم زوری	عـہ	۱۴	نشاط کاری	صہ	۲۳	ادھر نج	عـہ	۳۲	تسہیل ولادت	عا
۶	مرگی	صہ	۱۵	گنٹھیا	عا	۲۴	ضیق النفس	عـہ	۳۳	ہیضہ مجرب المجرب	عا
۷	تپ دق	عـہ	۱۶	سفیدی آنکھ	عـہ	۲۵	لپھ	صہ	۳۴	تیجا ۔ چوتھا ۔ روزانہ	عہ
۸	ضعف باہ	صہ	۱۷	ضعف بصر	عا	۲۶	آتشک	صہ	۳۵	ضعف ہضم	عہ
۹	ضعف جگر	عا	۱۸	سبل	عا	۲۷	آتشک کل بدن	عـہ	۳۶	سرسام	عا

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر چوک ڈیوڑھی کرموں

شیخ یعقوب علی (تراب) ایڈیٹر و پروپرائیٹر کے لئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا -